مجلس 41

متفرق واقعات

حال احوال دریافت کرنے کی سنت:

حضرت جی دامت برکاتہم ہمیشہ اخلاق حسنہ کا خیال رکھتے ہیں ایک دوست سے ان کے بیٹے کا حال دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کیا، ٹھیک ہے۔ آپ نے ہی تو نام اسامہ رکھا تھا۔ مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسا دماغ دے کہ ہر چیز یاد رکھوں۔

اس کے بعد اسی دوست نے بھری محفل میں صاف صاف عرض کیا کہ کچھ عرصے سے صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے پتہ نہیں کیا وجہ ہے؟ پوچھا کہ کتنے بجے سوتے ہو؟ اس دوست نے عرض کیا کہ 12 بجے سوتا ہوں۔ فرمایا کہ صبح 6 بجے تک سونے کے لئے ٹائم تو کافی ہے نیند تو پوری ہونی چاہئے۔ نماز قضا ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ فکر ختم ہو گیا ہے، نماز کے قضا ہونے کا غم اور افسوس اور ندامت نہیں ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ جس دن نماز فوت ہو اس دن صبح کا کھانا نہ کھایا کریں، نفس کو ذرا سزا دیں پھر دیکھیں دوسرے دن وقت سے پہلے ہی اٹھ کر بیٹھا ہوگا۔ لوگ غفلت کر جاتے ہیں اور پھر

اس پر جیسا شدت سے افسوس کرنا چاہئے ویسا افسوس وندامت بھی نہیں کرتے، جس کی وجہ سے نمازیں قضا ہوتی رہتی ہیں۔ بھائی جتنی انگلی کٹنے کا درد اور افسوس ہوتا ہے اگر اتنا نماز کے قضا ہونے کا درد پیدا ہو جائے تو کبھی نماز قضا نہ ہو۔

ہدیہ قبول کرنے کی سنت:

ان باتوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ کسی نے اپنے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی میں مٹھائی پیش کی۔ آپ نے ہدیہ قبول کرنے کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اسے قبول فرمالیا اور دعا فرمائی۔ اس دوست نے نام رکھنے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، آپ لوگ خود ہی کوئی اچھا سا نام تجویز کرلیں۔ ایسا نام ہونا چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو یا انبیائے کرام یا صحابہؓ عظام وغیرہ کے نام پر ہو۔

معمولی معمولی باتوں کا لحاظ:

اسی مجلس میں آپ نے اپنے مختلف دعوتی پروگراموں کو ترتیب دے کر لکھا تاکہ یاد دھانی رہے۔ آپ نے ایک سخت اور گلینڈ کاغذ پر لکھا تاکہ باریک کاغذ پھٹ نہ جائے کیونکہ اس کاغذ نے جیب میں کافی دن رہنا ہے۔ الحمد للہ ہم جیسے نکمے لوگوں کو حضرت جی کی بظاہر معمولی معمولی باتوں سے بھی روزمرہ زندگی کے سبق ملتے رہتے ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی یہ عادت شریفہ ہے کہ اپنے پروگرام یاد دھانی اور پلاننگ سے کرتے ہیں تاکہ ذہن کا بوجھ کاغذ پر منتقل کر دیں اور دماغ دوسرے دینی کاموں کے لئے فارغ رہے۔ حضرت اقدس تھانویؒ کے واقعات میں بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ خانقاہ میں

جاتے جاتے ایک کاغذ کے پرزہ پر کچھ باتیں لکھ لیں اور اسے جیب میں رکھ لیا۔ مفتی اعظم مفتی محمد شفیع ؒ نے فرمایا یکسوئی کے لئے ذہن کی یہ چیزیں کاغذ پر منتقل کر دیں ہیں تاکہ دل دماغ سکون سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ رہے۔

اولیاء اللہ کی شان:

اللہ تعالیٰ کی طرف دائمی توجہ رہنا یہ بڑی بات ہے۔ اولیاء اللہ کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اولیاء اللہ کا امتیازی نشان ہے۔ اولیاء اللہ بظاہر اسی زمین پر تمام انسانوں کی طرح چلتے پھرتے ہیں مگر اندر سے اللہ تعالیٰ کی طرف دائمی توجہ رکھتے ہیں۔ اللہ والے یا تو اپنی خطاؤں پر ندامت اور شرمندہ رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری کرتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کو سوچ سوچ کر شکر کرتے رہتے ہیں۔

مجلس 42

ہر کام میں سنت کا اہتمام

اہل علم کے اکرام کی سنت:

ایک مفتی صاحب مجلس میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت جی نے صاحب علم ہونے کی وجہ سے ان کا اکرام فرمایا اور قریب جگہ دی کیونکہ حدیث شریف میں ہے اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (لوگوں کو ان کے مرتبے کے لحاظ سے جگہ دو)۔ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ علمائے کرام کو آگے جگہ کیوں دی جاتی ہے؟ علما کرام کو خصوصاً آگے کیوں بلایا جاتا ہے؟ اس کی بڑی وجہ اس حدیث پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ ویسے بھی دیکھا جائے تو صاحب علم کی عزت گویا علم کی عزت ہے۔

وعظ و نصیحت کی سنت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ ان حاضرین کو کوئی نصیحت فرمادیں۔ مفتی صاحب نے عاجزی کا اظہار فرمایا کہ ہم تو سننے کے لئے آئے ہیں اور چل کر آئے ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے عرض کیا، بادل بھی چل کر آتا ہے اور سیراب کر جاتا ہے۔

دعا کی سنت:

حضرت مفتی صاحب کچھ دیر بیٹھے رہے پھر انہوں نے حضرت جی دامت برکاتہم سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں۔ حضرت جی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ مفتی صاحب اور تمام حاضرین مجلس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کیونکہ اَلدُّعَا مُخُ الْعِبَادَۃ (دعا تو عبادت کا مغز ہے)

رخصت کرنے کی سنت:

حضرت جی دامت برکاتہم مفتی صاحب کے اکرام میں سنت سمجھ کر چند قدم چلے اور انہیں رخصت کیا۔ مہمان کو رخصت کرتے وقت دروازے تک چلنا سنت ہے اس لئے اس سنت کی پیروی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عبادات اور عادات حتیٰ کہ تمام کاموں میں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔

مریض سے ہمدردی کی سنت:

الحمدللہ حضرت جی روزمرہ کی ملاقاتوں میں بھی ایک ایک سنت کو زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی ملاقات کے بعد ایک مریض اپنی بیماری کا نسخہ لے کر حاضر خدمت ہوتے ہیں آپ بہت ہی توجہ اور دلچسپی سے اسے دیکھتے ہیں اور مشورہ دیتے ہیں مریض سے ہمدردی سے پیش آنا سنت ہے، دوسروں کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھنا سنت ہے۔ ہم جیسے نااہلوں نے اتباع سنت کی اہمیت کا جذبہ آپ کی صحبت بابرکات سے سیکھا ہے۔

ہر کام اللہ کے لئے کریں:

مخلوق خدا کی ہمدردی اور ان کے دکھ درد میں ان کی دلداری کرنا اور ان

کی مدد کرنا یہ بہت بڑا جذبہ ہے۔ اگر اسے اتباع سنت کی نیت سے کیا جائے تو ہمارے خدمت خلق کے کام بھی عبادت بن سکتے ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ خدمت خلق کی تنظیمیں بنتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر وہی لوگ شکایت کرتے پھرتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کی یہ یہ خدمت کی تھی لیکن ہمیں کوئی حقیقی بدلہ نہیں ملا۔ بدلہ کی امید تو اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیے تا کہ زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق ملتی رہے۔ یاد رکھیں! جو اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق کی خدمت کریں گے اللہ تعالیٰ خود قیامت والے دن انہیں بدلہ دے گا۔ اگر نیکی کے جذبہ اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کام کیا جائے تو خود نبی ﷺ نے ان کے لئے اجر بتایا ہے۔ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسِ (لوگوں میں سے بہتر وہ ہیں جو دوسروں کو فائدہ پہنچائیں)۔

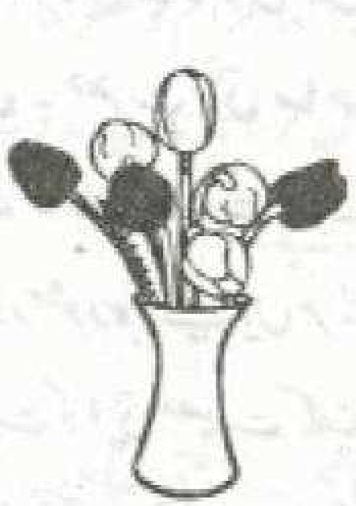

مجلس 43

اہمیت آداب

آداب شیخ کیوں ضروری ہیں؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے ہی درد و سوز سے آداب کی اہمیت بیان فرمائی کہ آداب کی رعایت نہ کرنے سے کتنا نقصان ہوتا ہے۔ مشائخ بھی شعائر اللہ میں شامل ہیں اس لئے ان کے آداب کا لحاظ بھی رکھنا ضروری ہے۔ آداب کا لحاظ نہ رکھنے سے مشائخ کو اتنی ناراضگی نہیں ہوتی بلکہ جس طرح شعائر اللہ کا ادب نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اسی طرح مشائخ چونکہ شعائر اللہ میں شامل ہیں ان کے آداب کا خیال نہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں جس کی وجہ سے فیض بند ہو جاتا ہے۔

آداب کی اہمیت:

تصوف و سلوک کتاب میں آداب مرشد کا ایک باب ہے اکثر سالکین یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے یہ آداب پڑھے ہیں۔ مگر انہوں نے حقیقتاً پڑھا نہیں ہوتا، سمجھا نہیں ہوتا، استحضار آداب نہیں ہوتا۔ جیسے قرآن حکیم میں ہے کہ بعض لوگ

آپ کی باتیں سنتے ہیں مگر وہ حقیقتاً سنتے ہی نہیں ہیں، بعض آپ کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں مگر وہ حقیقتاً دیکھ نہیں رہے ہوتے یہی معاملہ اکثر لوگوں کا ہے۔

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ عوام الناس کا تو کیا رونا علمائے کرام بھی آداب کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور عمل نہیں کرتے۔ 100 میں 99% ان آداب کی اہمیت کو نہیں سمجھتے ہیں اس لئے کتنے لوگ ہیں جیسے آتے ہیں ویسے ہی چلے جاتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے ہمیں ان آداب کا پورا پورا لحاظ رکھنا چاہئے تاکہ جلدی ترقی ہو۔

ذاتی واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑا زور دے کر فرمایا، ہمیں جو کچھ ملا آداب سے ملا ورنہ ہمارے پلے کیا تھا؟ ہمیں اپنے مشائخ کے آداب کا اتنا خیال تھا کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ 20 سال میں کبھی بھی اپنے شیخ کے چہرے کو بے وضو دیکھا ہو۔ ایک دفعہ شیخ نے مجھے اپنے بستر پر سلا دیا، ساری رات جاگنا تو گوارا کر لیا تاکہ بے وضو نہ ہو جاؤں مگر بے وضو شیخ کے چہرے کو دیکھنا گوارا نہیں کیا۔

بدگمانی کی تباہ کاریاں:

ایک دفعہ حرم شریف میں ایک مرید نے کہا کہ آپ سے ذرا سی بدگمانی ہے۔ پوچھا بھئی! کیا بدگمانی ہے؟ کوشش کریں گے کہ وہ دور ہو جائے۔ حرم شریف میں بیٹھ کر یہ شکوک وشبہات اور بدگمانی کی باتیں کرتا ہے۔ کہنے لگا کہ آپ بیان کرنے کے بعد جلدی سے لوگوں کو بیعت کر لیتے ہیں، سوچنے کا موقع نہیں دیتے۔ حضرت جی نے فرمایا بیان کر کے دل موم ہوئے تو اب ایک دن

شیطان کو موقع دے دیا جائے تا کہ پھر وہ لوگوں کو بہکاتا پھرے۔ یہ اس کے دل کی بدگمانی تھی جس کی وجہ سے پیر کو تولتا پھرتا تھا۔ ہماری تو مریدوں سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ہر بات میں ان کا لحاظ رکھتے ہیں اور یہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے اور اپنی ناسمجھی سے بدگمانی پیدا کئے پھر رہے ہیں۔

؎ میری ہر نظر تیری منتظر
تیری ہر نگاہ میرا امتحان

لوگوں کی محرومی کی وجہ:

ارشاد فرمایا کہ مومن کا مقام پانچوں نمازوں کے بعد بلند سے بلند تر ہو رہا ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے من استوی یوماہ فھو مغبون (جس کے دو دن برابر ہو گئے وہ گھاٹے میں ہے) اللہ والوں کے جو بلندی و درجات ہو رہے ہوتے ہیں اسے لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبت کرنے والے بندوں کو ایسی بلندیاں اور قرب عطا فرما دیتے ہیں کہ کیا کیا بتائیں۔ لوگ اس کے شروع کو ہی تصور میں رکھتے ہیں اس کے بچپن کو ہی سوچتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔

عقل سے کام لیں:

ہمارے حضرت مرشد عالم پیر غلام حبیب آخری دور میں مجمع میں کہتے تھے مں شہباز میری پرواز اللہ اکبر۔ یہ آواز گویا اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ ضروری نہیں کہ شیخ ہر وقت اپنا مقام و مرتبہ جو اللہ نے عطا فرمایا ہے لوگوں کو بتاتا رہے کچھ تھوڑا سا خود بھی عقل سے کام لینا چاہئے۔ فَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَة (عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے)

شیخ کے وقت کی اہمیت پہچانو:

حضرت جی دامت برکاتہم نے مولانا طاہر صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ باتیں توجہ سے سن لو اور ان پر عمل کرو پھر ایسی باتیں کرنے والا بھی کوئی نہیں ملے گا، جس نے فائدہ اٹھا لیا وہ پار ہو گیا۔ فقیر آپ لوگوں سے کئی سال پہلے کہتا رہتا تھا کہ یہ مجالس نہیں رہیں گی۔ بعض اوقات مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ ایسا کیوں کہہ رہا ہوں مگر دیکھ لیں اب وہی کچھ ہو گیا ہے۔" واقعی اب یہ حالت ہو گئی ہے حضرت جی کی ایسی مصروفیات ہو گئیں ہیں کہ بعض اوقات ملاقات اور زیارت بھی مشکل ہو جاتی ہے،، پھر آپ لوگ یاد کیا کریں گے اور پچھتاتے رہیں گے۔

اٹھو ورنہ زمانہ چال قیامت کی چل گیا

پیر کو تولتے رہنا:

کسی دوست نے عرض کیا کہ کیا فنا فی الشیخ کے بغیر فنا فی الرسول ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ آج کامل فنا فی الشیخ کون ہے؟ وہ زمانے گئے یہ پہلا ہی قدم ہے اگر اس میں ہی اٹکے رہے تو پھر آگے کیا بنے گا؟ فقیر نے آج صبح بھی کہا ہے کہ ہر وقت پیر کو تولتے رہتے ہیں۔ اچھا تولتے رہو پھر بیٹھ کر روؤ گے۔ حضرت تاج محمود امروٹیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اچھا مرید وہی ہے جو کہ پیر کو اپنا عاشق بنائے مطلب یہ کہ جو پیر کی مراد بن کر رہے۔ علم عمل اور خدمت و اطاعت سے اتنا پیر کو خوش کرے کہ وہ مرید کا عاشق ہو جائے۔

مجلس 44

گناہوں سے بچنا

...ہوں سے بہت بڑی جماعت حاضر خدمت تھی جس میں حضرت جی دامت برکاتہم کے چھ خلفائے عظام اور کئی علمائے کرام حاضر خدمت تھے۔ آپ نے لوگوں کو اپنے ارشادات عالیہ سے مستفید فرمایا اس میں لوگوں کے لئے بہت سے فائدے کی باتیں تھیں۔ خصوصاً گناہوں سے بچ کر زندگی گزارنے کے متعلق بار بار تلقین فرمائی۔

نورفراست:

ارشاد فرمایا، قرآن حکیم میں ہے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (جس کو حکمت عطا کی گئی پس اس کو بہت بڑی بھلائی عطا کی گئی) حکمت ایسا نور ہوتا ہے جس کے ذریعے انسان کو کامل طور پر نور ایمانی نصیب ہوتا ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی نور ایمان، نور معرفت اور نور فراست نصیب فرما دیتا ہے۔ جس طرح ہر گھر کے لئے چراغ ہوتا ہے اسی طرح دل کے گھر کے لئے نور ایمان ''چراغ'' ہے۔ کفار کے دلوں میں ظلمات بعد ظلمات ہوں گی۔ کافروں کے دلوں پر اندھیرے کی تہیں چڑھی ہوئی ہوں

گی۔ جس طرح چراغ کے بارے میں انسان کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ فائدہ مند ہے اسی طرح جب ایمان کا چراغ روشن ہو جاتا ہے تو دل کو ایسی فراست مل جاتی ہے کہ جن معاملات میں انسان کو علم نہیں ہوتا پھر بھی اس کا نور باطن اسے حق بات کی رہنمائی کرتا ہے۔

گناہ اور سانپ بچھو:

ارشاد فرمایا، احکام شریعت مفتی کو طبعاً پسند ہوتے ہیں اسی لئے مفتی صاحب سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کیونکہ اس کا مزاج شریعت کے مطابق ڈھل جاتا ہے۔ یہ مزاج کا شریعت کے مطابق ہو جانا بڑی بات ہے۔ مزاج شریعت کے مطابق ہو جائے یہ بار بار مانگنا چاہئے۔ یہ شریعت والا مزاج تب نصیب ہوتا ہے جب نور فراست مل جاتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ پھر وہ شخص گناہوں سے اس طرح ڈرتا ہے کہ جیسے کوئی شیر سے ڈرتا ہے، سانپ بچھو سے ڈرتا ہے بلکہ وہ ان خطرناک چیزوں سے بھی زیادہ گناہوں سے ڈرتا ہے۔ شریعت کے مزاج والے شخص کو گناہ سانپ بچھوؤں کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔

دوگنا اجر:

ارشاد فرمایا، زعفرانی مسکراہٹیں کس کو اچھی نہیں لگتی مگر مومن میں خوف خدا ایسا ہوتا ہے کہ وہ گناہ اور غفلت سے بچتا ہے۔ نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ کا خیال ہی نہ آئے۔ گناہ کا خیال آئے گا مگر وہ گناہ کے راستے پر قدم نہ اٹھائے گا۔ گناہوں کا تصور ہی دل سے نکل جائے یہ تو کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے اور وہ ہی مدتوں بعد نصیب ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ سنایا کہ حضرت

اقدس تھانویؒ کے ایک مرید تاجر تھے۔ انہوں نے لکھا کہ زکوۃ دیتے ہوئے خوشی محسوس نہیں ہوتی۔ حضرت نے لکھا کہ ایک اللہ کے حکم ماننے کا اجر ملے گا اور ایک نفس کی مخالفت کرنے کا اجر ملے گا۔ گویا دل نہ چاہنے کے باوجود نیکی کی جائے تو دوگنا اجر ملے گا۔

بیعت اور سلوک کا مقصد:

ارشاد فرمایا، نوجوان کے اندر جو شدت شہوت ہوتی ہے وہ بوڑھے میں نہیں ہوتی۔ اس لئے نوجوان کا عفیف زندگی گزارنا بڑی بات ہے۔ تمام سالکین خصوصا جوانوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے'' بیعت سلوک کا مقصد گناہوں سے بچنا ہے، نہ کوئی رنگ دیکھنا مقصد ہے، نہ لوگوں میں عزت پانا مقصد ہے، نہ اڑنا ہے، نہ اڑانا ہے، نہ رونا ہے، نہ رلانا ہے۔ ہم نے تو اپنے یار کو منانا ہے۔ یاد رکھیں! کہ نہ اچھے خواب نظر آنا مقصد ہے، نہ کشف و کرامات مقصد ہے بلکہ صرف گناہوں سے بچنا اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنا مقصد اصلی ہے،،۔

دل کے جاری ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ارشاد فرمایا علمائے کرام کے نزدیک دل کا حکم اعضا پر جاری ہو جائے تو اسے دل کا جاری ہونا کہتے ہیں۔ ایسے آدمی کے دل کے اندر دو ارادے نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی مضبوط ارادہ ہوتا ہے۔ ایسا انسان اپنے نفس کو تھام کر زندگی گزارتا ہے۔ تھام کر زندگی گزارنے کا کیا مطلب ہے؟ مثلاً کوئی سواری کو لے کر جا رہا ہے تو کسی نے سواری کو تھاما ہوا ہوتا ہے۔ گھوڑا تانگے میں آگے لگا ہوتا ہے مگر سوار نے اس کی لگام تھامے ہوئے ہوتی ہے، گھوڑا

دوڑنا بھی جانتا ہے مگر لگام کسی کے قبضے میں ہوتی ہے اس لئے وہ مناسب رفتار سے جاتا ہے۔ یہی نفس کا حال ہوتا ہے کہ گناہ کرنے کی طاقت ہوتی ہے مگر مومن خلاف نفس کام کرتا ہے گویا کہا جائے گا کہ اب اس کے دل کا حکم اس کے اعضا پر جاری ہو گیا ہے۔

گناہوں کا محاسبہ:

ارشاد فرمایا، انسان پوری زندگی شریعت کے مطابق گزارے یہ نہ ہو کہ کبھی آنکھوں سے گناہ کر رہا ہے کبھی کانوں سے گناہ کر رہا ہے، کبھی زبان سے گناہ کر رہا ہے بلکہ ہر روز یہ ارادہ کر کے زندگی گزارنے کی کوشش کرے کہ آج معصیت کے بغیر دن گزاروں گا۔ اللہ والوں کی زندگی بڑی قابل رشک ہوتی ہے کہ وہ گناہوں سے بچ بچ کر زندگی گزارتے ہیں اور پھر شام کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمیں گناہوں سے بچا کر رکھا۔ ہمارے مشائخ ہر بات کا محاسبہ کرتے تھے۔ دن کے وقت اپنی ساری باتوں کو لکھتے رہتے اور رات کو محاسبہ کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے تھے کہ اس امت میں ایسے ایسے لوگ بھی گزرے ہیں کہ 20\20 سال فرشتوں کو ان کے گناہ لکھنے کا موقع نہ ملا۔

تصوف وسلوک کیا مقصد ہے؟

ارشاد فرمایا، بزرگوں کی صحبت کا بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان کو گناہوں سے بچ بچ کر زندگی گزارنا نصیب ہو جائے۔ ہم ایسے تصوف وسلوک کو نہیں مانتے جس میں اپنی کیفیات کی تو بات کرتے ہیں اور گناہوں سے بچنے اور شریعت کی پابندی کی بات نہیں کرتے۔ تصوف وسلوک اخلاص کے ساتھ

شریعت پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔

اولیاء اللہ اور فہم وفراست:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالی اپنے چاہنے والوں کو ایسی فہم وفراست عطا فرما دیتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالی انہیں ایسا نور بصیرت عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ حق و باطل کو خوب اچھی طرح پہچان جاتے ہیں۔ بعض لوگ اللہ والوں کے سامنے آدھا خواب بیان کرتے ہیں اور جو حصہ خراب ہوتا ہے اسے بیان نہیں کرتے۔ کہنے والا جو مرضی کہتا رہے حقیقت حال اللہ تعالی اپنے مقربین پر کھول دیتے ہیں۔

حضرت علیؓ کے مؤثر اقوال:

اسی دوران حضرت علیؓ کی فہم وفراست کا تذکرہ چھڑ گیا۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے حضرت علیؓ کے فہم وفراست پر مبنی اقوال سنائے۔

- جسے چاہو عطا کرو اس کے حاکم بن جاؤ گے۔ جس سے چاہو سوال کرو مگر اس کے مطیع بن جاؤ گے۔
- جس کی گفتگو نرم ہوئی اس کی محبت واجب ہوئی۔
- میرے لئے یہی عزت کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔
- ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ آسمان کے راستوں کے راہی ہوتے ہیں۔ وہ انہوں نے دیکھے ہوئے ہوتے ہیں۔
- حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے تم مجھ سے زمین کے راستوں کی بجائے آسمان کے راستوں کا پوچھا کرو وہ میں زیادہ جانتا ہوں۔

لقمہ حلال اور اولیاء اللہ:

ارشاد فرمایا، اصحاب کہف بھی اولیاء اللہ میں سے تھے وہ جب جاگے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے رہے۔ پھر اپنے میں سے کسی کو کھانا لانے کے لئے بھیجا اور نصیحت کی کہ پاکیزہ کھانا لانا۔ اولیاء اللہ کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ کھانے میں بہت احتیاط کرتے ہیں۔ کھانے میں احتیاط کرنے اور مشتبہ کھانے کے نقصانات کے ضمن میں ایک واقعہ سنایا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ غلام علی مجدد دہلویؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ کسی نے مشتبہ کھانا کھلا دیا تو ایک ماہ شیخ سے توجہات لیتا رہا تب کہیں جا کر اس کا اثر زائل ہوا۔ سوچیں ہمیں اس زمانے میں لقمے میں کتنی احتیاط کرنی چاہیے۔

مومن کی شان:

ارشاد فرمایا، کئی سالکین اپنے آپ میں صوفی بنے پھرتے ہیں مگر بیوی کو ننگی گالیاں دیتے ہیں اور بیوی کی ذرا سی بات سے غصے میں آجاتے ہیں۔ یاد رکھیں! مومن کی گفتگو نرم الفاظ سے ہوتی ہے، وہ سخت بات کر رہا ہوتا ہے مگر نرم لہجے میں کر رہا ہوتا ہے۔ اصحاب کہف نے بھی جس ساتھ کو کھانا لانے کے لئے بھیجا تھا اسے یہی کہا تھا کہ نرمی سے کام کرنا۔ حدیث پاک میں بھی ہے (جو نرمی سے محروم ہے ہر نیکی و خیر سے محروم ہے) قرآن حکیم میں ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ

(آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کے لئے نرم ہیں اور اگر تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ صحابہ آپ کے اردگرد سے بکھر جاتے)

یاد رکھیں! ہمیشہ مومن کی یہ شان ہونی چاہیے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضرت عائشہؓ کی خدمت دین:

اسی دوران علم کے متعلق بات چل نکلی تو آپ نے حضرت عائشہؓ کے فضائل بیان فرمائے کہ انہوں نے علم دین کی کتنی خدمت کی ہے۔ آپ نے فرمایا، حضرت عائشہؓ سے 2210 احادیث روایت کی گئی ہیں۔ حضرت عائشہؓ اس امت کی بڑی فقیہہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کی وہ تعلیمات امت کو پہنچائیں جو کہ کوئی اور نہیں پہنچا سکتا تھا۔ حضور ﷺ کی خلوت اور جلوت کی زندگی کو بتایا تاکہ امت اتباع نبوی ﷺ کے مطابق اپنی زندگی ڈھال سکے۔

حضرت عائشہؓ کے فضائل:

حضرت جی نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی عمر میں زیادہ فرق تو نہیں ہے آپس میں دل لگی کی باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ میرا باپ تو محمد عربی ﷺ ہے اور تیرا باپ ابو بکرؓ ہے۔ حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کی بہت تعریفیں کیں پھر فرمایا کہ تیرا خاوند علی المرتضیٰؓ ہے اور میرا خاوند محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک اور بات آرہی ہے کہ قیامت میں تیرا ہاتھ علی المرتضیٰؓ کے ہاتھ میں ہوگا اور میرا ہاتھ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک اور بات آرہی ہے کہ جنت میں تو علی المرتضیٰؓ کے ساتھ تخت پر ہوگی اور میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تخت پر ہوں گی۔

واقعہ افک:

ارشاد فرمایا کہ جنہیں مرتبہ اور عروج ملتا ہے ان کے حاسدین اور مخالفین بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو بھی بہت اونچا مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ حضرت عائشہؓ پر ان کی زندگی میں تہمت لگی جسے واقعہ افک کہتے ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ حضور ﷺ غزوہ بنی مصطلق پر تشریف لے گئے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ ایک صحابیؓ کی ڈیوٹی یہ ہوتی تھی کہ مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے رہے اور اگر کوئی گری پڑی چیز ہو تو اسے اٹھا لے۔ حضور ﷺ نے اس غزوہ سے واپسی پر ایک جگہ قیام فرمایا، حضرت عائشہؓ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئیں تو وہاں آپ کا ہار گم ہو گیا آپ کو اسے ڈھونڈتے ہوئے دیر لگ گئی۔ واپس آ کر دیکھا تو قافلہ جا چکا تھا۔ صحابہؓ کو ہودج اونٹ پر رکھتے ہوئے اس لئے خیال نہ آیا کہ ہلکی پھلکی تھیں اور اٹھانے والے بھی عموماً چار صحابہؓ ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے محسوس ہی نہ ہوا کہ اندر کوئی ہے بھی یا نہیں۔ جب آپ واپس آئیں تو اس جگہ کسی کو نہ پایا تو عقلمندی سے کام لے کر وہیں انتظار کرتے کرتے لیٹ گئیں اور آپ کو نیند آ گئی۔ اتنے میں پیچھے رہنے والے صحابیؓ پہنچ گئے۔ انہوں نے پہچان لیا کیونکہ پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ اس صحابیؓ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور حضرت عائشہؓ سوار ہوئیں اور ان کو قافلہ میں پہنچا دیا۔ رئیس المنافقین ابن ابی نے دیکھا تو پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ یہ بات مشہور ہو گئی حتیٰ کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے خاموشی اختیار کر لی۔ حضور ﷺ نے نہ ڈانٹا نہ جھڑکا بلکہ خاموشی اختیار کر لی ایسا اخلاق کریمانہ تھا۔ حضرت عائشہؓ

فرماتی ہیں کہ جب مجھے اس بات کا پتہ چلا تو میں نے والدین کے گھر جانے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ حضور ﷺ ایک دن تشریف لائے میرے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا، اے عائشہ! اگر تجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو، اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ آپ نے نرم گفتگو فرمائی، منافقین نے اتنا اس بات کا چرچہ کیا تھا کہ حضور ﷺ بھی اس سے پریشان تھے مگر پھر بھی نرم گفتاری سے پیش آئے۔

حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں وہی بات کہتی ہوں جو حضرت یعقوبؑ نے کہی تھی۔ اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ (میں تو اپنی پریشانی اور غم کا اظہار اللہ ہی سے کرتی ہوں) یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی اور اس میں برأت نازل ہوگئی۔

صحابہؓ کا نورِ بصیرت:

حضرت عائشہؓ کے خلاف پروپیگنڈہ جب بہت زیادہ ہونے لگا تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ یہاں بہت سی باتوں کا پتہ چلے گا۔ حضرت عمرؓ سے مشورہ مانگا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ کے بدن پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی زوجہ سے نجس کام سرزد ہو۔ حضرت عمرؓ کی رائے وحی کے مطابق نکل آئی کہ حضرت عائشہؓ الزام سے بالکل بری ہیں۔

حضرت عثمانؓ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے بڑا انوکھا اور خوبصورت جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر اس لئے نہ پڑنے دیا تاکہ کسی کا پاؤں اوپر نہ آجائے۔ جب ایسا ہے تو پھر آپ کی زوجہ پر کسی کو کیسے قدرت حاصل ہو سکتی ہے؟ حضرت علیؓ سے

پوچھا گیا تو انہوں نے بھی بڑا عجیب جواب دیا کہ جب آپ ﷺ کے جوتے میں سانپ گھس گیا تو آپ کو اطلاع دے دی گئی تو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے حرم میں کوئی سانپ گھس جائے۔ ایسی نور بصیرت کی باتیں صحابہؓ نے فرمائیں کہ صحبت کا حق ادا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی گواہی اور حضرت عائشہؓ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت یوسفؑ کی برأت کے لئے بچے نے گواہی دی، حضرت بی بی مریم کے لئے حضرت عیسیٰؑ نے گواہی دی تو حضرت عائشہؓ کے لئے کوئی بچہ گفتگو کر سکتا تھا۔ اگر کوئی عورت بدکاری کرتی ہے تو Blame بھائی تک جاتا ہے یا ماں باپ تک جاتا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے (اے ہارون کی بہن! تیرا باپ بدکار نہیں تھا) حضرت مریم کی دفعہ کوئی رسول موجود نہ تھا کہ وحی آتی اور برأت نازل ہوتی اور حضرت یوسفؑ کو اس وقت تک نبی نہ بنایا گیا تھا مگر حضرت عائشہؓ کی دفعہ خود نبی ﷺ موجود تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے خود گواہی دی، حضرت عائشہؓ کا کتنا اونچا مقام ہے۔

فضول باتوں سے پرہیز کریں:

واقعہ افک میں منافقین نے پر کا پرندہ بنا لیا تھا بعد کے زمانے کے لئے بھی عبرت کا سامان ہے کہ جتنی بات دیکھو اتنی کہو ورنہ تہمت لگانے کی سزا مل سکتی ہے۔ شریعت کا فیصلہ ہے ''جو سنی سنائی باتوں کو ادھر ادھر کرتا پھرے اس کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے،، اس لئے انسان کے لئے ضروری ہے کہ خواہ مخواہ ادھر ادھر کی باتیں نہ کرتا پھرے ورنہ کوئی نہ کوئی غلط بات کہہ بیٹھے

گا۔ نیک نیتی اور نرم گفتاری بڑی چیز ہے حضور ﷺ نے اتنے بڑے مسئلہ میں بھی بیوی کو نہ ڈانٹا اور نہ کوئی ایسی سخت بات کہی مگر آج کل ایسے صوفی بھی ہیں کہ میاں بیوی میں ذرا سی بات ہو جائے تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

تصوف کیا ہے؟

ارشاد فرمایا، مرد مومن کو چاہئے کہ خوشی میں بھی کوئی ایسی بات نہ کرے جو شریعت کے خلاف ہو اور نہ غمی میں کوئی ایسی بات کرے جو شریعت کے خلاف ہو یہی تصوف ہے۔

گناہوں سے بچاؤ:

ارشاد فرمایا، گناہوں سے بچ کر زندگی گزارنا ہی تصوف کا بڑا مقصد ہے۔ نہ محفل میں، نہ تنہائی میں، نہ خلوت میں، نہ جلوت میں کسی جگہ بھی گناہوں کی جرأت نہ کریں۔ ذکر کی پابندی کریں ذکر کی وجہ سے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ جب ذکر کی وجہ سے قلب میں نور پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے تو پھر یہ گناہوں سے بندے کو محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا رہے کہ ہمیں گناہوں سے بچا۔ اس کے لئے ذکر کرتا رہے بلکہ ذکر کرتے کرتے ایسے مقام تک پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے محفوظ فرمانے لگ جائیں یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جائیں۔ ذکر کا مقصد کشف وکرامات نہیں ہے بلکہ معصیت سے پاک زندگی بسر کرنی ہوتی ہے۔ گناہوں سے بچنے سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

تصوف کے منکرین سے دوسوال:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑا زور دے کر فرمایا کہ تصوف کے منکرین سے دوسوال پوچھ لیا کریں۔

- کیا نماز میں دنیاوی خیالات آتے ہیں یا نہیں آتے؟ ہم نے دیکھا ہے کہ 90 سال کی عمر ہے مگر نماز میں وسوسے آتے ہیں اگر پوچھیں تو کہیں گے کیا کریں وسوسے بہت آتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بتاؤ کہ زندگی سے گناہ ختم ہو گئے ہیں۔ وہ اقرار کرے گا کہ بہت سے گناہ اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔

تصوف وسلوک کے یہی دو بڑے مقصد ہوتے ہیں کہ سالک کی زندگی سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے اور نماز میں خیالات و وسوسے آنے ختم ہو جائیں اور حضوری نصیب ہو جائے۔

دو دعائیں ہمیشہ کرتے رہیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے سالکین کے خطوط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کے بے شمار خطوط آتے ہیں اور ان میں خواب بھی اچھے اچھے لکھے ہوتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ فلاں فلاں گناہ ابھی تک نہیں چھوٹ رہا۔ مگر بعض سالکین کو خواب تو اچھے نہیں آتے اور نہ خوابوں کا تذکرہ ہوتا ہے مگر گناہوں کے چھوٹنے کا ذکر ہوتا ہے۔ بس اصل مقصد گناہوں سے بچنا ہے۔ دو دعائیں ہمیشہ کرتے رہیں۔

1. وساوس سے پاک نماز نصیب ہو جائے۔
2. زندگی سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

گناہوں سے کیسے بچیں؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گناہوں سے کیسے بچیں اس کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتا ہوں۔ آپ نے کسی کے گھر جانا ہے انہوں نے کتا رکھا ہوا ہے جو باہر سے آنے والے کو کاٹنے کے لئے دوڑتا ہے۔ تو اب تین صورتیں ممکن ہیں۔

1. ایک طریقہ یہ ہے کہ کتے کو دیکھ کر واپس ہو جائیں۔
2. دوسرا طریقہ یہ ہے کتے سے الجھ پڑیں۔
3. تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کتے کے مالک کو پکاریں تو وہ بچائے گا۔

اسی طرح بغیر تشبیہ کے یہ بات کرتا ہوں کہ شیطان بھی اللہ تعالیٰ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اس سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو وہ اس سے بچالے گا اور انسان گناہوں سے بھی بچ جائے گا۔

گناہ سے بچنے کا آسان طریقہ:

ارشاد فرمایا کہ اگر طبیعت میں گناہ کے لئے بہت جوش ہے تو دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، اے اللہ! میرے لئے گناہ سے بچنا بہت مشکل ہے میں اپنے آپ کو آپ کے سپرد کرتا ہوں تو ہی مجھے بچا سکتا ہے۔ اس سپردگی سے اللہ تعالیٰ آپ کو بچالیں گے۔ مثلاً کبھی نماز کے لئے غفلت ہے آپ رضائی میں پڑے ہیں اٹھ نہیں سکتے تو اندر پڑے پڑے دعا کریں یہ بھی بڑی بات ہے۔ بار بار یہی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ آسانی فرمادیں گے۔

گناہ چھوڑنے کی دعا کریں:

حضرت رابعہ بصریہ ؒ تہجد میں دعا کیا کرتی تھیں کہ تو آسمان کو زمین پر

کرنے سے روکے ہوئے ہے تو مجھ پر شیطان کو مسلط ہونے سے روک دے۔
یہ دعائیں کیسے قبول ہوتی ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر روز اٹھے تو یہ تمنا ہو کہ
آج میرا دن گناہوں سے پاک گزرے۔ جب آپ گناہ کرنا چھوڑ دیں گے تو
اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں رد کرنا چھوڑ دے گا۔ جب آپ ویسے بن جائیں
گے جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ویسے معاملہ فرمادیں گے
جیسے آپ چاہیں گے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

مجلس 45

روحانیت کیا ہے

یکم مئی 1997 کو اجتماع کے موقع پر ایک خصوصی مجلس میں مندرجہ ذیل معارف ارشاد فرمائے۔

تصوف کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ جب حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے تو حضرت تھانویؒ سے پوچھا، حضرت یہ تصوف کیا ہے؟ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام تصوف ہے۔ مٹانے کا کیا مطلب ہے؟ انسان ہر وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سالک جب تک ہالک نہ بنے تو واصل نہیں ہو سکتا۔

جو دیکھی ہسٹری اس بات کا کامل یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

توبہ کیا ہے؟

[حض]رت جی نے ارشاد فرمایا، مقامات عشرہ میں توبہ پہلا قدم ہے۔

استغفار گناہوں پر نادم ہونے کا نام ہے۔ مشائخ کرام نے توبہ اور انابت کو واضح کیا ہے۔ یہ توبہ وانابت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (جس نے میری طرف رجوع کیا) عبدِ منیب کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق ہو

زہد کیا ہے؟

توبہ وانابت کا ذکر فرمانے کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم نے مقامات عشرہ میں سے زہد کی وضاحت فرمائی۔ ارشاد فرمایا، مقامات عشرہ میں دوسرا قدم زہد ہے۔ اس کے بعد ریاضت ہے۔ زہد کو ریاضت ومجاہدہ پر مقدم کیا گیا ہے۔ زہد کیا ہے؟ زہد آرزؤں کا کم کرنا ہے۔ ایک امیر آدمی بھی زاہد ہوسکتا ہے اور ایک غریب آدمی بھی زاہد ہوسکتا ہے۔ زاہد کا مطلب ہے کہ دنیا کی لذات کو ترک کرنے والا۔ امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی یہ وصیت کر جائے کہ میری وراثت اسے دیں جو دنیا کا سب سے زیادہ عقلمند ہے تو اسے دینی چاہیے جو زاہد ہو۔ یہ فقہ کا مسئلہ ہے۔

زاہد کا کمال کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے زہد کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، دنیا وآخرت سوکنیں نہیں بلکہ بہنیں ہیں کہ دونوں ایک نکاح میں ایک ہی دفعہ نہیں آسکتیں۔ زہد کیا ہے؟ دنیا کی تمنائیں نہ ہو یہ زہد ہے۔ مثلاً جس ماں کا جوان بیٹا فوت ہو جائے تو اس کے چاؤ چونچلے ختم ہو جاتے ہیں۔ سب کام کرتی ہے مگر پہلے والا ناز نخرہ دور ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ والے بھی بظاہر دنیا میں ہوتے ہیں مگر وہ حقیقتاً یہاں نہیں ہوتے بلکہ ان کی ساری زندگی آخرت کے

لئے ہوتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے فنائے ارادہ کا یہ کمال تھا کہ ان کی دنیا کی آرزوئیں وتمنائیں ختم ہوگئی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مردہ، زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ ابن ابو قحافہؓ کو دیکھے۔ یہ زہد کا کمال ہے کہ انسان کی آرزوئیں اور تمنائیں ختم ہو جائیں اور انسان صرف اور صرف سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرے۔

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ کیا ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ زہد کا تعلق ظاہری چیزوں سے نہیں بلکہ اندر سے ہے۔ جیسے حضرت اورنگزیبؒ عالمگیر ہیں اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ہیں گو یہ حضرات محلات میں رہتے تھے مگر قلب میں زہد تھا۔ بعض لوگ دنیا میں غربا میں سے ہوں گے مگر قیامت والے دن وہ فرعون وقارون کے ساتھ ہوں گے کیونکہ وہ فرعون وقارون کی طرح مال کی ہوس اپنے دل میں رکھتے تھے۔ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ مال ہے۔ بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ اسے بھی قارون کی طرح بہت سا مال ودولت ملے۔ یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنَ بعض اوقات انسان مختلف آرزوئیں کرتا ہے مگر ساری آرزوئیں کب پوری ہوتی ہیں حالانکہ یہ سب فانی چیزیں ہیں۔ بعض لوگوں کی خواہش تو اس شعر کا مصداق ہوتی ہے

ہزاروں خواہش ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

تصوف وسلوک کا مقصد:

کسی آدمی نے عرض کیا، پروفیسر قادری صاحب تصوف کا کورس کرواتے

ہیں یہ کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا وہ معلومات کو عبور کرواتے ہیں، خالی باتیں ہی باتیں ہیں تصوف و سلوک کوئی کورس نہیں ہے بلکہ محبت الٰہی کی منازل طے کرتے ہوئے مختلف کیفیات کا نام ہے۔ تصوف و سلوک کا تعلق معلومات سے کم ہے اور کیفیات سے زیادہ ہے۔ پروفیسر قادری صاحب 15 دن کا تصوف و سلوک کا کورس کرواتے ہیں وہ خالی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ جذبات، کیفیات اور صفات کا حصول اتنی جلدی نہیں حاصل ہوتا۔ تصوف و سلوک تو اخلاق محمدی ﷺ کا نام ہے، اپنے اندر اعلیٰ اخلاق حمیدہ پیدا کرنے کو تصوف و سلوک کہتے ہیں۔ کتنا بڑا المیہ ہے کہ انہوں نے حال کو قال میں تبدیل کر دیا ہے۔ گفتار کا غازی بننا اور چیز ہے اور کردار کا غازی بننا اور چیز ہے۔

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا تو غازی بن گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

تصوف کا غلاصہ:

حضرت امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ہم نے تصوف کو قیل و قال سے نہیں سیکھا بلکہ ترک دنیا و ترک لذات سے سیکھا ہے۔ ایک دفعہ ایک صوفی نے ایک بادشاہ سے کہا کہ اے زاہد! بادشاہ نے کہا، کیوں مذاق کر رہے ہیں میں زاہد کیسے ہوں؟ اس صوفی نے کہا کہ تو اتنی سی دنیا پر قناعت کئے ہوئے ہے اور ہماری آخرت پر نظر ہے، تو قلیل پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ہم آخرت جو لا محدود ہے اس پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے تو زاہد ہی ہے۔

حوصلہ افزائی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا انسان یہ نہ

سوچے کہ میں کھاؤں گا کہاں سے؟ زاہد کو تو یہ سوچنا چاہئے کہ میں مصلی پر بیٹھ کر کون سی عبادت کروں گا۔ دنیا کی لذتوں سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ راولپنڈی کی جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جیسے آپ لوگوں نے گھر چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایک قدم کی قیمت لگے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے بڑے ماہر ہیں وہ بھولتے نہیں ہیں۔ حساب کتاب میں بڑے ماہر ہیں یہاں کے اکاؤنٹنٹ تو پرچیاں بھول جاتے ہیں فرشتے ایسا نہیں کر سکتے۔

عزم وہمت کی برکات:

ارشاد فرمایا کہ اگر انسان ہمت سے کام لے اور اپنے ارادہ کے ساتھ نیکی پر قدم اٹھائے اور پھر واپسی کا سوچے بھی نہ تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرما دیتے ہیں۔

امریکہ میں ایک لڑکی برقعہ پہنتی تھی اور ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں پہنتی تھی۔ ایک دفعہ جا رہی تھی کہ امریکی پولیس نے گھیر لیا اور اس کی تلاشی لینا چاہی۔ اس نے کہا کہ ہمارا اسلام کا لباس ہے آپ اس کو مجھ سے نہیں اتروا سکتے۔ کافی دیر کے بحث مباحثے کے بعد اسے امریکی قوانین سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔ عدالت کے ذریعے اسے باقاعدہ اپنا جسم سو فیصد چھپانے کی اجازت مل گئی۔ امریکہ **Country of Freedom** ہے ہمیں دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں ان کی ان رعایتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

کردار:

حضرت جی دامت برکاتہم نے یورپی معاشرے کی حالت زار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ، طہارت، اتباع سنت وغیرہ یہ چیزیں دیکھ کر

وہاں کے کچھ لوگ واپس آرہے ہیں اور اسلام بھی قبول کر رہے ہیں۔ اب وہ معاشرہ اپنی مادر پدر آزاد زندگی سے خود تنگ آ گیا ہے۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

پہلے تو میاں بیوی ایک دوسرے کو شراب کوک کی طرح پلاتے تھے اب وہاں کے حالات بھی کچھ بدل رہے ہیں۔ اگر ہم مسلمان اپنا کردار درست کر لیں تو وہ لوگ ہمارے عمل و کردار کو دیکھ کر بڑی جلدی مسلمان ہو جائیں۔ غیر مسلموں کے مسلمان ہونے میں بے عمل مسلمانوں کا گھٹیا کردار بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔

قیامت کا خوف:

اس مجلس کے آخر پر حضرت جی دامت برکاتہم نے 1997 کے اجتماع کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جھنگ میں اس محلہ میں جس میں دارالعلوم جھنگ ہے اجتماع رکھا۔ لوگوں کا ہم پر حق ہے اہل محلہ کا تقاضا تھا۔ میں ڈر گیا کہ ان کے تقاضا کے باوجود یہاں اجتماع نہ رکھا تو قیامت کے دن میں پکڑ نہ ہو جائے۔

مجلس 46

رونا دھونا

1997 میں یہ مجلس علمائے کرام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ حضرت جی نے تصوف وسلوک کے حقائق و معارف بیان کئے اور خاص طور پر رونے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

سلوک نقشبندیہ:

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ دوسرے روحانی سلاسل میں محنت و مجاہدہ کے ذریعے سلوک طے کرواتے ہیں ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کہتے ہیں کہ ہم جذبہ کے ذریعہ سے سلوک طے کرواتے ہیں۔ جتنا اتباع سنت ہوگا اتنا ہی جذبہ زیادہ ہوگا۔

جذبہ کیا ہے؟ ذوق و شوق اور محبت الٰہی کو جذبہ کہتے ہیں جس پر شوق اتنا غالب ہو جائے کہ وہ نیکی کی طرف کھنچتا چلا جائے وہ مجذوب سالک ہوتا ہے۔ ہمارے مشائخ بیعت کرنے سے پہلے دیکھتے ہیں کہ سالک محبوب ہے یا محب ہے۔ اگر جذبہ غالب ہے تو محبوب ہے اگر جذبہ غالب نہیں تو محب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ نے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ

میں محرومی نہیں ہے۔ اگر سالک محنت و کوشش سے آگے بڑھتا رہے، ساتھ ساتھ دعائیں کر کے قدم آگے بڑھاتا رہے تو محروم نہیں رہے گا۔ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں بھی رونا دھونا ہوتا ہے مگر عاشق کی طرح مستقل رونا دھونا نہیں ہوتا بلکہ محبوبیت غالب رہتی ہے۔

ساری چمک دمک انہیں موتیوں سے ہے
آنسو نہیں تو عشق میں کچھ آبرو نہیں
آئینہ دل کی جلا ہے رونا
اور دیدہ مردم کی ضیاء ہے رونا
پوچھا جو علاج اس کا تو مسیحا نے کہا
ہر درد کی دنیا میں دوا ہے رونا

مبتدی اور متوسط زیادہ روتے ہیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، مبتدی اور متوسط سالک زیادہ روتے ہیں۔ منتہی کو مقام حیرت نصیب ہوتا ہے۔

یمن سے ایک وفد آیا تو اس میں ایک نوجوان بہت رویا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کُنَّا مِثْلُکُمْ وَ لٰکِنْ قَسَتْ قُلُوْبُنَا (ہم بھی شروع میں رویا کرتے تھے اب ہمارے دل سخت ہو گئے) اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے عاجزی کا اظہار فرمایا۔

رونے والی آیت:

ارشاد فرمایا، قرآن پاک کی اس آیت پر شاید ہی کبھی ہمیں عمل نصیب ہوا ہو۔ سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا (وہ سجدہ کرتے ہیں روتے ہوئے) کیا ساری زندگی ہم

اس آیت پر عمل کیے بغیر مر جائیں گے؟ کبھی تو زندگی میں اس پر عمل نصیب ہو جائے، کبھی تو اس آیت پر عمل کرنے کی کوشش کر لیں اور روتے ہوئے سجدے میں گر جائیں۔

دل میں رقت ونرمی کیسے آتی ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، دل میں رقت ونرمی مراقبے کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔

بے وضو عشق و محبت میں عبادت ہے حرام
خوب رو لیتا ہوں آقا کے ذکر سے پہلے

اہل اللہ اپنی عبادات میں آنسوؤں سے خوب رو لیتے ہیں اس آنکھ کا ہی کیا فائدہ جو عشق الٰہی میں نہ روئے۔

عاشق دا کم رونا دھونا
بن رون نہیں منظوری
دل رووے چاہے اکھیاں رودن
وچ عشق دے رودن ضروری
کوئی تے روندے دید دی خاطر
کوئی روندے وچ حضوری
اعظم عشق وچ رونا پیندا
بھاویں وصل ہوئے بھاویں دوری

مجلس 47

مجاذیب کی پراسرار دنیا

حضرت جی دامت برکاتہم نے بعد نماز فجر مدینہ مسجد میں 98\2\8 کو درج ذیل ارشادات فرمائے۔ اس کا موضوع تھا مجاذیب کی پراسرار دنیا۔ اس کے اہم پوائنٹ اس عاجز نے نوٹ کئے کیونکہ یہ سب ارشادات ٹیپ ہو گئے تھے۔

خدائی نظام:

حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت یہی رہی ہے کہ دنیا کا نظام اسباب کے مطابق ہی چلاتے ہیں۔ پیر استاد بھی سبب ہیں جن سے روحانیت سیکھی جاتی ہے اور اپنی اصلاح کروائی جاتی ہے۔ کبھی کبھی اپنی قدرت کا بھی مظاہرہ فرما دیتے ہیں۔ جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کے مختلف کاموں میں مشغول ہیں اسی طرح کچھ آدمی بھی کائنات کے انتظام و انصرام پر متعین ہیں۔

خدائی نظام کے تین حصے ہیں:

(1) عوام (2) قطب ارشاد (3) قطب مدار

قطب مدار:

جیسے فوج کا کام انتظام ہے۔ اسی طرح یہ بندے بھی کائنات میں مختلف مادی کاموں پر متعین ہوتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیم بے ہوشی کی حالت طاری کر دی جاتی ہے۔ لوگ انہیں مجذوب یا مجنون کہتے ہیں۔ پاگل آدمی کو علماکرام نے لکھا ہے کہ احترام انسانیت کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ پھر کیا جو اللہ والا شریعت وسنت کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔

تقویٰ وپرہیزگاری کے پھول:

حضرت نظام الدین اولیاؒ نے ایک مزار پر مراقبہ کیا۔ دیکھا کہ ایک بیل پر پھول بوٹے لگے ہوئے ہیں۔ عرض کی، یا اللہ! تو بیل پر اتنی جلدی پھول لگا دیتا ہے یا اللہ! مجھے بھی تقویٰ وپرہیزگاری کے پھول لگا دے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی۔

پیالے میں چاند:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد اپنے آپ کو چھپاتے پھرتے تھے۔ فوجی لباس پہن لیا کرتے تھے۔ ایک مجذوب نے دیکھا تو کہا کہ جس طرح چاند پیالے میں نہیں چھپ سکتا اسی طرح جتنا چاہو اپنے آپ کو چھپاؤ آپ چھپ نہیں سکیں گے۔

مجذوب ومجنون میں فرق:

مجنون ہمیشہ بے چین نظر آئے گا مگر مجذوب میں بے چینی نظر نہیں آئے گی

مجذوب پر اطمینان غالب ہوگا۔ جو پیدائشی مجذوب ہوا سے وہی مجذوب کہتے ہیں کئی مجذوب وہ ہوتے ہیں کہ سلطان الاذکار پہ جا کر ایسی حالت طاری ہوئی کہ جذب میں چلے گئے ان پر مجذوبی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

تسلیم و رضا:

ارشاد فرمایا کہ قطب ارشاد اولیاء اللہ میں افضل ہوتا ہے۔ قطب مدار اپنے کاموں کی رپورٹ قطب ارشاد کو دیتا ہے۔ ایسے اہل اللہ کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی خصوصی مہربانیاں فرماتے ہیں۔ یاد رکھیں! کوئی عارف جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی زیادہ مؤدب ہوگا، اتنا ہی زیادہ وہ صاحب تسلیم و رضا ہوگا۔ وہ اپنا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کے لئے سرانجام دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کی اس پر خصوصی تجلیات پڑ رہی ہوتی ہیں۔

؎ حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یونہی نام ہوتا ہے

شیخ کو اپنے حالات ضرور بتانے چاہئیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا ہر وہ چیز جہاں آپ رہبری چاہتے ہیں شیخ کو بتانا چاہئے کم از کم دعائیں تو مل جائیں گی۔ شیخ کو اچھے حالات سنائیں یا نہ سنائیں لیکن برے حالات اور خراب حالات ضرور سنانا چاہئے۔ اگر سنانے کی ہمت نہیں پڑتی تو کاغذ پر لکھ کر شیخ کو دے دینا چاہئے تاکہ وہ ان حالات میں آپ کی رہبری کر سکے ورنہ کم از کم دعائیں تو ضرور ملیں گی۔

رابطہ کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا جو کہ رابطہ شیخ کی برکات پر

مشتمل ہے۔آپ نے فرمایا کہ ہمارے ایک دوست فاضل صاحب ہیں بہت فون کرتے ہیں، بہت زیادہ رابطہ رکھتے ہیں۔گھر میں میاں بیوی محبت شیخ کی باتیں بڑے والہانہ انداز سے کر رہے تھے اور انہیں ایک فیکٹری خریدنے کے سلسلہ میں مسئلہ درپیش تھا کہ اگر حضرت کا پتہ ہوتا کہ کہاں ہیں تو ان سے رہنمائی حاصل کر لیتے۔اس عاجز کا امریکہ سے تین منٹ بعد فون آ گیا اور جو وہ مشورہ لینا چاہتے تھے انہیں مل گیا۔یہ رابطہ کی برکات ہیں۔

عقیدت اور محبت میں فرق:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا کہ فیصل آباد میں ایک عالم تھے، تین ہزار مقتدی عقیدت کے درجے میں تھے محبت کے درجے میں نہ تھے۔ ان کو سو سے بھی کم ووٹ پڑے۔اس لئے وہ عالم صاحب الیکشن ہار گئے۔ انہیں غلط فہمی ہوگئی تھی انہوں نے عقیدت والوں کو بھی محبت والے سمجھ لیا تھا۔ عام طور پر اکثر مرید بھی عقیدت والے ہی ہوتے ہیں کیونکہ عقیدت والوں کی تو حالت یہ ہوتی ہے کہ اپنی بے علمی کی وجہ سے ذرا سی شیخ کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو دل میں بدظنی شروع کر دیں گے جس سے محروم رہ جاتے ہیں۔شیخ اپنے علم اور تقویٰ اور اپنے اعلیٰ مقام کی وجہ سے کسی اچھی نیت سے کوئی عمل کر رہا ہوتا ہے عقیدت والا خواہ مخواہ بدظن ہو جاتا ہے۔حالانکہ یہ بات دل میں رکھنی چاہئے کہ میرا شیخ تو استقامت والا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا مقبول ہے ضرور اس کی اس بات یا کام میں کوئی حکمت ہے جو مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے۔اسی لئے حضرت تھانویؒ نے بڑے پتے کی بات لکھی ہے کہ روحانیت میں کوئی گناہ اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا بدظنی خطرناک ہوتی ہے۔

مجلس 48

معاشرتی اصلاح

اخلاص کی کیا نشانی ہے؟

ارشاد فرمایا، تمام اعمال تب قبول ہوں گے جب ان میں خلوص ہو، اللہ تعالٰی کی رضا کے لئے ہو۔ جو نفلی عمل جتنا زیادہ خفیہ ہوگا اتنا ہی زیادہ اس میں خلوص ہوگا۔ پھر اس ضمن میں حضرت امام زین العابدینؒ کا واقعہ سنایا کہ جب امام صاحب فوت ہوئے تو کندھے پر نشانات موجود تھے، لوگ حیران ہوئے کہ یہ کس چیز کے نشانات ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ بیواؤں یتیموں کے لئے کندھے پر مشک لاد کر پانی لاتے تھے جس کی وجہ سے نشانات بن گئے تھے۔

مخلص کون ہے؟

ارشاد فرمایا، مخلص آدمی اللہ تعالٰی کا پسندیدہ ہوتا ہے اللہ تعالٰی مخلصین کے اعمال کو رائیگاں نہیں فرماتے۔ اعمال اخلاص سے کرنے ہیں اور پھر پوری زندگی اس اخلاص کی حفاظت کرنا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ کا واقعہ ہے کہ جب صدقہ خیرات کرتیں تو جسے صدقہ خیرات دیتیں وہ لوگ دعائیں دیتے۔ آپ

انہیں دعاؤں کو دہرا دیتیں کہ کام برابر ہو جائے اور کہتیں، رضائے الٰہی تو اللہ تعالیٰ سے مانگتی ہوں ۔ جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جائے وہی اخلاص والا عمل ہے ۔ ہماری تو یہ حالت ہے کہ کہتے پھرتے ہیں جو ہمارے ساتھ اچھا ہم اس کے ساتھ اچھے ۔ یہ تو عبادت نہیں ہے یہ تو تجارت ہے، اچھا اور مخلص تو وہ ہے جو بروں سے بھی اچھا ہو ۔

ہمت سے کام کریں:

ارشاد فرمایا، ایک انتہائی ضروری بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کرنا چاہئے ۔ کسی بھی عمل میں کسی مخلوق کو خوش کرنے کا خیال نہ آئے بلکہ ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو ۔ ایسے نیک عمل بندے کی گمشدہ چیز ہوتے ہیں ۔ یاد رکھیں ! نیکی کو چھوٹا سمجھ کر چھوڑنا نہیں چاہئے اور برائی کو چھوٹا سمجھ کر کرنا نہیں چاہئے ۔ مومن ہر وقت دیکھتا ہے کہ میرا عمل اخلاص والا ہے یا نہیں ۔ ہمارے اندر برے آدمی جتنی تو ہمت ہونی چاہئے ، اگر برا آدمی برائی کو نہیں چھوڑتا تو پھر نیک آدمی کو بھی ہمت سے کام لینا چاہئے اور نیکی کو نہیں چھوڑنا چاہئے ۔

طالبات کو خصوصی نصیحت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے سوز کے ساتھ نصیحت فرمائی کہ عام طور پر معاشرے میں دیکھا گیا ہے کہ جہاں بھی چند لوگ مل کر رہیں گے تو وہیں بدگمانی ، بدزبانی اور پتہ نہیں کیا کیا ہوتا ہے ۔ جو لوگ عام طور پر ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں ان کی ایک دوسرے کی کمزوریوں پر نظر ہوتی ہے پھر ان

کمزوریوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دل میں نفرت شروع کر دیتے ہیں یا دوسرے کو کمتر سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ کسی کی کمزوری یا خامی دیکھ کر ترس آئے اور انتہائی دلسوزی کے ساتھ اس کی اصلاح کی دعائیں مانگی جائیں۔ بعض جگہ دیکھا گیا ماں بیٹی کا رشتہ ہے مگر ایک دوسرے سے لڑتی ہیں، شاگرد آپس میں لڑیں گے، طالبات آپس میں ایک دوسرے کی خامیاں دیکھتی رہتی ہیں۔ یاد رکھیں! اگر دوسروں کی خامیاں دیکھتی رہیں گی تو ان خامیوں کا عکس آپ پر بھی پڑے گا اور آپ کے اندر بھی خامیاں ہی خامیاں بھر جائیں گی، اگر دوسروں کی خوبیوں پر نظر ہوگی تو ان خوبیوں کا اثر آپ کی زندگی پر بھی پڑے گا۔ بزرگان دین کی نظر دوسروں کی خوبیوں پر ہوتی ہے اگر بفرض محال کسی کی برائی پر بھی نظر پڑی تو اس سے بھی عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدیؒ سے کسی نے پوچھا، آپ نے اتنی عقل و سمجھ کہاں سے سیکھی؟ فرمایا، بے وقوفوں سے سیکھی ہے۔ پوچھنے والے نے سوال کیا وہ کیسے؟ فرمایا جب کسی کی غلطی پر نظر پڑتی ہے تو سوچتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کرنی ہے جس سے مجھے عبرت اور سمجھ حاصل ہوتی ہے۔ طالبات سے خصوصی طور پر تاکید ہے کہ آپ کی نظر دوسروں کی خوبیوں پر پڑنی چاہئے اور اپنی برائیوں پر پڑنی چاہئے۔ جتنی ایک دوسری کی اچھائیوں پر نظر ہوگی اتنی ہی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت بڑھے گی۔ اگر آپ لوگوں کی ایک دوسرے کی خامیوں پر نظر پڑے گی تو ہزاروں خامیاں نکل آئیں گی کیونکہ ہر ایک میں خامیاں بھی ہوتی ہیں۔

مسلمان کون ہے؟

ارشاد فرمایا کہ ہماری اچھائی برائی کا اندازہ اس سے لگایا جائے گا کہ

ہمارے اردگرد کتنے انسان ہم سے خوش ہیں یا ناراض ہیں، ہمارے اردگرد کے لوگوں کو ہم سے تکلیف پہنچ رہی ہے یا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ سوچیں مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ حدیث شریف میں مسلمان کی تعریف یہ آئی ہے کہ ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں،، مطلب یہ کہ ہمارے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے تو پھر ہم صحیح مسلمان ہیں ورنہ کچھ اور ہیں۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مومن کون ہوتا ہے؟

ارشاد فرمایا، ہماری اکثر پریشانیاں ہمارے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہیں جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہی کام بڑا مشکل ہے کہ ہم دوسروں کو سکون نہیں پہنچا پاتے۔ لڑائی جھگڑا بہت مکروہ اور بے برکت چیز ہے، دو صحابہؓ کے مباحثے کی وجہ سے حضور ﷺ سے شب قدر کا تعین اٹھا دیا گیا۔ معافی اور درگزر تو ہمارے اندر سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔ مومن کون ہے؟ ذرا قرآن سے پوچھئے و الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے اور اللہ تعالیٰ تو نیکوں سے محبت کرتا ہے)

شاگردوں کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، استاد جو اپنے شاگردوں سے ناراض ہوتے ہیں ان کا مقصد

اصلاح ہوتا ہے۔ استاد کا مقصد کوئی انتقام لینا نہیں ہوتا، اگر استاد انتقام لینے والا بنے گا تو اخلاص بھی رخصت ہو جائے گا۔ استاد کو نبی علیہ السلام کے ساتھ معلم ہونے کی نسبت حاصل ہوتی ہے اس لئے معلم کے لئے بھی ضروری ہے کہ شاگرد کو صرف اور صرف اللہ کی خاطر ڈانٹ ڈپٹ پلائے۔ اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائے، خواہ مخواہ رعب داب بھی نہ جمائے بلکہ اپنے ہر کام میں شاگرد کی اصلاح مقصود ہو، اگر شاگرد کو ڈانٹے تو سنت یہی ہے کہ حضور ﷺ کی طرح اس کے لئے دعا بھی کرے۔ کیونکہ استاد کی دعائیں شاگردوں کے لئے بڑی جلدی قبول ہوتی ہیں۔ شاگرد کو بھی چاہئے کہ وہ یہ نہ سوچے کہ میری کیا غلطی ہے۔ غلطی ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اپنے کو خطا کار سمجھے اسی میں شاگرد کی بہتری بھلائی ہے اس سے عاجزی پیدا ہوتی ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔

عاجزی و انکساری میں کیسی لذت ہے
یہ رئیس و نواب کیا جانیں

عاجزی و انکساری میں اخلاص کتنا ہے اس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب بلا وجہ اور بلا قصور بھی ڈانٹ کھا کر شاگرد خوش رہے بلکہ ساتھیوں کی کڑوی کسیلی سن کر بھی انسان غصہ نہ کرے تو یہ اخلاص کی علامت ہے۔

اداروں کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، جہاں بڑے بڑے اداروں میں جاؤ تو چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے مخالفت پیدا کر لیتے ہیں۔ اپنے غصہ کی وجہ سے خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور دوسرے ساتھ والوں کو بھی پریشان کرتے ہیں۔ کسی عارف نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنا ایک مخالف پیدا کر لیتا ہے وہ اپنا سکون خود ہی برباد کر

لیتا ہے۔ہم دوسروں کی خامیاں ڈھونڈتے پھرتے ہیں کیا ہماری برائی کی وجہ سے دوسرے ہماری خامیاں نہیں ڈھونڈیں گے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ انسان جیسا بوئے گا ویسا ہی کاٹے گا۔ **As you sow so shall you reap.**

میاں بیوی کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، بہت سے گھروں میں لوگ بظاہر میاں بیوی بن کر زندگی گزار رہے ہوتے ہیں مگر ایک دوسرے کی کمزوریاں ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔ جو دنیا میں جتنی جلدی معاف کردے گا قیامت میں جلدی معاف کردیا جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے غصے کا ایک گھونٹ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر گھونٹ کے بدلے اپنا دیدار نصیب فرمائے گا۔ ان باتوں پر عمل کرنے سے میاں بیوی کی بہت جلدی اصلاح ہو جائے گی، آپس میں پیار و محبت پیدا ہوگا۔ یہ تجربہ شدہ باتیں ہیں ذرا ان پر عمل کر کے دیکھیں پھر سکون ہی سکون ہے۔ میاں بیوی ہمیشہ اس بات کا استحضار رکھیں کہ جس درخت پر پھل نہ ہو تو وہ کسی کام کا نہیں اسی طرح جس میں اخلاق نہ ہو وہ بھی کسی کام کا نہیں ہے۔

میاں بیوی میں ان صفات کا ہونا ضروری ہے۔

- ایثار، دوسرے کی ضرورت کو مقدم کرتے ہوئے اپنی ضرورت کو دبالینا ایثار کہلاتا ہے۔
- تحمل، اپنے اندر صبر و برداشت پیدا کرنا تحمل کہلاتا ہے۔

عوام کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، آج کل خود غرضی کی انتہا ہوگئی کہ ہم کسی کو خوش نہیں دیکھ

سکتے۔ دوسروں کے منہ کا لقمہ بھی چھیننا چاہتے ہیں، حالانکہ اپنا پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اور ہم میں بڑا فرق یہ ہے کہ وہ دین سیکھتے، پڑھتے ہی نہیں تھے بلکہ اسے اپنی ضرورت سمجھتے تھے اور ہم اگر پڑھتے ہیں تو عمل نہیں کرتے۔ جب تک صحابہ کرامؓ والے اخلاق پیدا نہیں ہوں گے ہم صحیح مسلمان نہیں بن سکتے۔ ہم اپنوں کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ سلوک کرنے کا پیمانہ ہی بدل دیتے ہیں۔ کسی گھر میں ماں بیٹی میں لڑائی ہو جائے تو تھوڑی دیر بعد صلح ہو جاتی ہے اگر ساس بہو میں لڑائی ہو جائے تو ہمیشہ کی لڑائی بنالی جاتی ہے۔ اسے اپنی بیٹی کی طرح کیوں نہیں سمجھتی؟ اگر اپنی بیٹی کی ہزاروں غلطیوں کو معاف کر دیتی ہے تو بہو کی بھی کچھ معصوم غلطیوں کو معاف کر دینا چاہئے تاکہ گھروں میں سکھ سکون ہو جائے۔

بچیوں کی اصلاح:

بچیوں کا لڑنا، بھڑنا، بغض رکھنا، دوسروں کو گھٹیا سمجھنا، بڑے مکروہ گناہ ہیں ان سے توبہ تائب ہونا بہت ضروری ہے۔ ان گناہوں نے ہمارے اخلاق کا تو جنازہ نکال دیا ہے۔ اگر آج ہم دوسروں کی غلطیوں کو معاف کریں گے اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف کر دے گا۔ گھروں میں بہنیں آپس میں نسلی تعلق کی وجہ سے لڑائی ختم کر دیتی ہیں مگر آج جامعات میں لڑکیاں اللہ کی وجہ سے اکٹھی ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے آپس میں بہن بہن کا تعلق ہے اسے مستقل لڑائی کیوں بنالیتی ہیں۔ کسی سے خفگی اور ناراضگی رکھنا اور پھر اسے دل میں دشمنی بنالینا اسے کینہ کہتے ہیں۔ دل میں کینہ رکھنے والے کو لیلۃ القدر میں بھی معاف نہیں کرتے۔ یاد رکھیں، ! رات کو سرھانے پر سر رکھیں اور ساتھ ہی دل سے بغض و کینہ کو بھی نکال دیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی تاثیر:

اللہ تعالیٰ کی محبت باقی تمام چیزوں کو گھاس پھوس کی طرح جلا کر رکھ دیتی ہے پھر ایک اللہ تعالیٰ ہی انسان کے لئے کافی وشافی ہو جاتا ہے۔

ہور کہانی مول نہ بھائیں
الف ہکو ہم بس وے میاں جی
ب ت دی میکوں لوڑ نہ کائی
الف کیتم بے وس وے میاں جی
ذکر اللہ دا چرخہ چلاویں
ہی شابس شابس وے میاں جی
جیندیاں مردیاں یار دی رہساں
وسری ہور ہوس وے میاں جی
رانجھو میڈا تے میں رانجھو دی
روز اول دی ہس وے میاں جی
عشقوں مول فرید نہ پھرسوں
روز تویں ہم چس وے میاں جی

(اور کوئی کہانی مجھے اچھی نہیں لگتی میاں جی۔ الف نے میرا دل چھین لیا ہے۔ مجھے ب ت کی ضرورت نہیں ہے الف (اللہ) نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔ ذکر اللہ کی ضرب لگاتے رہنا اس سے تجھے شاباش ملے گی اس سے تجھے شاباش ملے گی۔ جیتے مرتے میں اپنے یار کی رہوں گی اس کے علاوہ مجھے ہر قسم کی ہوس بھول چکی ہے۔ روز اول سے وہ میرا یار ہے اور میں اس کی یار ہوں۔ اے فرید! میں عشق الٰہی سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹوں گا کیونکہ مجھے ہر روز نیا مزہ آتا ہے)

مجلس 49

محبت الٰہی بڑھانے کے طریقے

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہے اور بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے، اللہ تعالیٰ نعمتوں کا دینے والا ہے اور بندہ نعمتوں کا لینے والا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اگر انسان غور و فکر کرے کہ کتنی نعمتیں اللہ نے دی ہیں پہلی نعمت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان بنا دیا، اگر بندر بنا دیتا تو کوئی پکڑے پھرتا ہم پیچھے پیچھے چل رہے ہوتے یا گلیوں میں ناچتے پھرتے، گدھے ہوتے تو بوجھ بھی اٹھاتے اور ڈنڈے بھی کھاتے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے کہ کلمہ نصیب فرمایا باپ انگلی پکڑ کر مسجد میں لے جاتا ہے اچھے ماحول میں کچھ وقت گزر جاتا ہے۔ انسان گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ مہربانی پر مہربانی فرماتے ہیں اور پردہ پوشی کیے جاتے ہیں۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، جس نے تیری تعریف کی دراصل اس نے اللہ تعالیٰ کی ستاری کی تعریف کی اس لئے کہ لوگوں سے تیری ایسی ایسی تعریفیں کروا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھانے کے طریقے:

ارشاد فرمایا محبت ہونے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔

1. صفات کامل کی وجہ سے محبت ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کو دیکھیں تو جذبہ محبت پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی اللہ کے احسانات ایسے ہیں کہ جنہیں سوچتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت قوی ہوتی جاتی ہے۔

2. اللہ تعالیٰ کا انسان کو عزت کا مقام دے دینا یہ بھی اس کا احسان ہے اگر اللہ کسی کو عزت دینا چاہے تو تمام دنیا اکٹھی ہو کر بھی اسے ذلیل نہیں کر سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنا ہے تو گھر بیٹھے بیٹھائے بھی ذلیل کر دیتا ہے۔

3. اللہ کے جسمانی، روحانی اور آفاقی احسانات کو سوچے تو محبت الٰہی بڑھے گی۔

4. اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عزت کو سوچے تو محبت بڑھے گی۔

5. انسان ذرا ذلت کا تصور کرے کہ اگر اللہ کسی گناہ کی وجہ سے ذلیل کر دیتا تو کیا بنتا، اس نے گناہوں کو چھپایا ہوا ہے۔ اس کا تصور کرنے سے بھی محبت الٰہی بڑھتی ہے۔

6. سوچے مرضی تو اللہ کی پوری ہوتی ہے اس لئے ہمیشہ اللہ کی مرضی کو مدنظر رکھے مثلاً حضرت نوحؑ چاہتے ہیں کہ بیٹا غرق ہونے سے بچ جائے مگر اللہ کی مرضی نہیں تھی اس لئے بچ نہ سکا، حضرت ابراہیمؑ بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہیں لیکن اللہ ذبح ہونے دینا نہیں چاہتے تو چھری کے نیچے بھی بچا لیا، مرضی اللہ کی پوری ہوئی، حضور ﷺ نے شہد پینا بند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے آخر کار مرضی تو اللہ تعالیٰ کی پوری ہوئی۔

7 اللہ کی نعمتوں پر غور و فکر کرتے رہنے سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

8 یہ نفسیاتی اصول ہے کہ جس چیز کا تذکرہ زیادہ کیا جائے تو اس کی محبت پیدا ہوتی ہے مثلاً آئس کریم کا کسی نے تذکرہ کیا بس گرمی ہے تو آپ کا دل بھی چاہے گا کہ آئس کریم کھاؤں۔ ذکر ہوا تو آپ کے دل میں محبت نے انگڑائی لی۔ اسی طرح اللہ کے ذکر سے اللہ کی محبت پیدا ہوگی۔

9 اللہ تعالیٰ کے مختلف احسانات کا استحضار رکھنے سے بھی محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

10 ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت کی دعائیں استقامت کے ساتھ کرتا رہے تو بھی محبت پیدا ہوتی ہے۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

مجلس 50

سالک کے لئے انتہائی ضروری باتیں

تین سال کی صحبت:

حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت بابرکات میں کچھ دوست بیٹھے تھے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے ہی سوز اور درد کے ساتھ فرمایا کہ سچے دل کے ساتھ کوئی سالک تین سال اس فقیر کے ساتھ رہ لے اور حتی الامکان آداب کا پورا خیال رکھے تو انشاء اللہ اس کا کام اللہ تعالی بنا دے گا۔

سالک پھسلتا کہاں ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کام شیخ نے کسی مرید کے ذمہ لگا دیا اس پر استقامت دکھائی تو اس کا کام بن جائے گا۔ انسان جب سستی کرتا ہے تو شیطان اس کو بہکا دیتا ہے تو انسان غافل ہو جاتا اور وہ کام چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اگر مرید استقامت دکھائے تو ہمارے مشائخ اتنے کامل ہیں کہ ان کی ایک توجہ سے سالک کا کام بن جاتا ہے۔

سالک کے لئے انتہائی ضروری باتیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے سالک کے لئے انتہائی ضروری باتوں کا تذکرہ

کرتے ہوئے فرمایا کہ سالک وقوف قلبی کا سب سے زیادہ اہتمام کرے۔ جس طرح کھانا انسان نہیں بھولتا اس طرح وقوف قلبی کو اپنے کھانے پینے سونے اور دوستوں سے ملنے جلنے سے زیادہ اہم سمجھے۔ اگر شیخ کی صحبت میں ہے تو شیخ کے قلب کے ساتھ رابطہ رکھنا ضروری ہے۔ اگر کسی اور مجلس میں ہے تو کوئی سانس غفلت میں نہ گزرے یہ گویا خلوت در انجمن ہے۔ اگر راستہ چل رہا ہے تو نظر بر قدم ہونی چاہیے تا کہ نظر ادھر ادھر بھٹکنے نہ پائے اور ارد گرد کی چیزوں میں الجھ کر نہ رہ جائے، اکثر اوقات یہ بھی کہتا رہے کہ یا اللہ! اپنی محبت، معرفت، رضا اور لقا نصیب فرما

مختصر یہ کہ سالک کو چاہیے کہ ہر دم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ ایسے ایسے لوگ بھی ہیں کہ ان کے حالات سن کر حیرانی ہوتی ہے۔ ایک آدمی کا واقعہ سناؤں کہ اس کو فنا فی اللہ اتنا تھا ایک دفعہ ڈاکٹر کے پاس جانا ہوا، ڈاکٹر صاحب نے نام پوچھا دو تین منٹ گزر گئے اور اب اسے اپنا نام ہی یاد نہیں آ رہا، آخر کار عبداللہ ہی لکھوا دیا نام جو بھی ہو مگر سوچا اللہ کا بندہ تو ہوں ہی سہی۔

خاموش مشائخ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مشائخ بظاہر خاموش ہوتے ہیں مگر ان کے دل کی توجہ بڑی قوی ہوتی ہے۔ کسی نے کہا کہ نقشبندی مشائخ ٹھنڈے ہوتے ہیں، ہائے ہو نہیں کرتے۔ جواب دیا کہ جو اللہ ٹھنڈے اور گیلے درخت سے آگ پیدا کر دیتا ہے وہ ہم ٹھنڈوں سے بھی آگ پیدا کر دیتا ہے۔ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ خاموشی کے ساتھ ہر دم ہر گھڑی اللہ کو یاد رکھیں۔

ہر جگہ یاد یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سے لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا
نور میں ہو یا نار میں رہنا

مجلس 51

آخرت کی فکر

آخرت کی تیاری:

انسانی زندگی ہوا میں رکھے ہوئے چراغ کی مانند ہے اگر بوڑھا آدمی چراغ سحر ہے تو پھر جوان آدمی تو چراغ شام کی مانند ہے کسی بھی وقت کچھ ہوسکتا ہے۔ یہ دنیا پل کی مانند ہے کوئی عقلمند انسان پل پر گھر نہیں بناتا اور نہ ہی اس سے دل لگاتا ہے۔ جس نے آخرت کی تیاری نہیں کی ایسے ہی ہے جیسے کشتی کے بغیر سمندر میں چھلانگ لگادی۔

زندگی کا جہاز:

ارشاد فرمایا کہ ہم سب کے سب ایک ہی کام کر رہے ہیں وہ یہ کہ موت کی طرف رواں دواں ہیں۔

ایک ہی کام سب کو کرنا ہے
یعنی جینا ہے اور مرنا ہے
رہ گئی بات رنج و راحت کی
یہ فقط وقت کا گزرنا ہے

زندگی میں کبھی خوشی ہے، کبھی غم ہے، کام ہم سب ایک ہی کر رہے ہیں، سفر سب کا جاری ہے، سو رہے ہیں یا جاگ رہے ہیں۔ زندگی کی مثال کچھ اس طرح ہے کہ جیسے بحری جہاز ہوتا ہے اس میں کھانا بھی کھا رہے ہوتے ہیں، پی بھی رہے ہوتے ہیں، گپیں بھی لگا رہے ہوتے ہیں مگر جہاز چل رہا ہوتا ہے اسی طرح ہماری زندگی کا جہاز بھی چل رہا ہے۔

دنیا کی طاقتیں کہاں گئیں:

ارشاد فرمایا، جب انبیائے کرامؑ آئے اور اس دنیا سے چلے گئے۔ جس نبی آخر الزماں ﷺ کی خاطر یہ دنیا بنائی گئی وہ چلے گئے، جن بڑی بڑی قوموں کو اپنی طاقت پر ناز تھا مگر وہ بھی چلی گئیں۔ اللہ تعالیٰ یوں قوموں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں۔ کہاں گئے بڑے بول بولنے والے، کہاں گئے تکبر کرنے والے، کہاں گئے اپنی دولت پر فخر و ناز کرنے والے، کہاں گئے اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنے والے؟

فرعون نہیں شداد نہیں دنیا میں وہ قوم عاد نہیں
کیا لوط کی امت یاد نہیں کیا نوح کا طوفان بھول گئے

دنیا کے حسینوں کا حال:

ارشاد فرمایا، غور کرو دنیا کے حسینوں پر ایک وقت تھا کہ میلا کپڑا بھی بدن پر برداشت نہیں ہوتا تھا اور اب منوں مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ ان کے زرق برق لباس کدھر گئے، وہ رنگ برنگی محافل کدھر گئیں؟ یہ دنیا ناپائیدار ہے یہاں کوئی مستقل نہیں رہ سکتا عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اس دنیا میں رہ کر آخرت کی زیادہ سے زیادہ فکر کی جائے ورنہ دوبارہ کوئی موقع نہیں ملے گا۔

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

دنیا کی بے وفائی:

ارشاد فرمایا، غور وفکر کرو کہ ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ میں سامان شفٹ کرنا ہوتو دس فیصد سامان پیچھے رہ جاتا ہے، بے کار سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر ایک شہر سے دوسرے دور دراز شہر میں سامان لے جانا ہوتو بمشکل 60% سامان جاتا ہے۔ اگر دنیا کے ایک ملک سے دوسرے ملک جانا ہوتو دو بیگ سے زیادہ لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ جب دنیا سے آخرت میں اور قبر میں جائیں گے تو یہ دو بیگ بھی پیچھے رہ جائیں گے فقط ایک بریف کیس ساتھ جائے گا جسے نامہ اعمال کہتے ہیں۔ اس لئے اس ناپائیدار دنیا سے دل لگانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ سکندر اعظم نے موت کے وقت وصیت کی کہ میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر رکھنا تاکہ دنیا دیکھ لے کہ دنیا کا فاتح بھی دنیا سے خالی جا رہا ہے۔ دنیا انسان سے اتنی بے وفائی کرتی ہے کہ مرنے کے بعد قبر کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے ناميوں کے نشان کیسے کیسے

مرنے کا مزہ:

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ایک نحوی طالب علم دریا میں کشتی کے ذریعے سفر کر رہا تھا۔ ملاح سے پوچھنے لگا کہ تجھے عربی کی تراکیب بنانی آتی ہیں؟ ملاح نے کہا کہ نہیں۔ نحوی طالب علم نے کہا کہ تو نے تو آدھی زندگی ضائع کر دی۔ آگے دریا میں بارش اور طوفان آ گیا۔ ملاح نے پوچھا کہ تیرنا آتا ہے؟ طالب علم نے کہا کہ تیرنا تو نہیں آتا۔ ملاح نے کہا، پھر تو آپ نے پوری زندگی ضائع کر دی۔ اس نحوی

طالب علم کی طرح اگر ہم نے اللہ سے محبت کرنا نہ سیکھی تو پوری زندگی ضائع ہو جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گی تو اس رنگ برنگی دنیا کو چھوڑتے ہوئے بھی خوش ہو رہے ہوں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے محبوب کا قرب چاہتا ہے۔ یاد رکھیں! اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی یہ الفت و محبت ہی اصل چیز ہے۔ محبت الٰہی کے بغیر جینے کا کیا مزہ؟ مرنے کے بعد اللہ کا دیدار نصیب ہو گا اس لئے محبت والوں کو موت سے بھی محبت ہو جاتی ہے تاکہ اپنے رب کی ملاقات اور دیدار نصیب ہو۔

نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

آخرت کی کرنسی:

ایئر پورٹ پر دیکھا کہ ایک آدمی کے پاس افغانی کرنسی تھی مگر کوئی نہیں لے رہا تھا۔ وہ آدمی بڑا پریشان تھا کہ اب میں کیا کروں۔ سمجھ میں یہ بات آئی کہ کہیں آخرت میں بھی ہماری نیکی کی کرنسی لینے سے انکار نہ کر دیا جائے اس لئے دنیا سے مختلف نیکیوں کو کرنسی سمجھ کر اکٹھی کر لے تاکہ کوئی نہ کوئی نیکی کام آ جائے گی۔ وہاں اگر کوئی حق والا حق مانگے گا تو اسے وہ حق نیکیوں کی شکل میں دینا پڑے گا۔

آخرت اور بادشاہ:

ارشاد فرمایا، آخرت کا معیار اور ہے کوئی نہیں پوچھے گا کہ تم دنیا میں شان و شوکت رکھتے تھے یا نہیں۔ کتنے بادشاہ ہوں گے جو ذلیل ہو رہے ہوں گے کوئی بات پوچھنے والا بھی نہیں ہو گا۔ کتنے فقیر ہوں گے مگر سعادت کے ہار پہنیں گے۔ وہاں ایسا بھی ہو گا کہ تخت پر بیٹھنے والوں کو زمین پر بھی جگہ نہیں مل رہی ہو گی۔ اس لئے اپنے لئے ہر قسم کی نیکیاں اکٹھی کر لی جائیں تاکہ بوقت ضرورت کام آ سکیں۔ آخرت کی کرنسی یہی نیکیاں ہیں آج یہ کرنسی اکٹھی کرنے کا وقت ہے اگر آج

وقت ضائع کر دیا تو دوبارہ دنیا میں آنے کا موقع قطعاً نصیب نہیں ہوگا۔

؎ یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

آخرت کا معیار:

ارشاد فرمایا، آخرت کی منڈی کی چیزیں کچھ اور ہیں دنیا میں عزت ہوتی ہے کہ فلاں چوہدری ہے، فلاں خان ہے، فلاں کے پاس یہ ہے اور فلاں کے پاس وہ ہے مگر آخرت کا معیار یہ نہیں ہوگا۔ آخرت کا معیار تو بندے کی نیکیاں ہوں گی۔ آخرت کی منڈی میں تو یہ چیزیں اختیار کر لیں تو کامیابی ہے۔ دنیا کی تکالیف برداشت کرنا آسان ہے مگر آخرت کی تکالیف جھیلنا بڑا مشکل کام ہوگا۔ آخرت کے مصائب اگر پہاڑوں پر ڈال دیئے جائیں تو وہ بھی پگھل جائیں گے۔ انسان ذرا اپنے متعلق سوچے کہ میرا کیا بنے گا؟ اس دنیا میں مشکل سے زندگی گزری یا آسانی سے گزری بہر حال زندگی گزر رہی ہے مگر وہاں کا معاملہ بہت ہی سخت ہوگا

؎ یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے
دیکھنا ہے کہ وہاں کیسے رہے

موت کی تیاری:

ارشاد فرمایا کہ آخرت کا معاملہ بڑا سخت ہے، آخرت میں جہنم کا ایک انگارہ مشرق میں سورج طلوع ہونے کی جگہ پر رکھ دیا جائے تو مغرب میں پڑی ہوئی چیزیں راکھ ہو جائیں گی۔ سوچیں ہم سے تو دھوپ کی گرمی برداشت

نہیں ہوتی تو جہنم کی گرمی کو کیسے برداشت کریں گے۔ آخرت میں پورے جسم میں گناہوں کے بقدر پسینہ ہوگا۔ آخرت میں لوگ اتنے پریشان ہوں گے کہ کچھ نہ پوچھو مگر چھڑانے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ آج اگر تھوڑی سی تکلیف برداشت کرلی جائے اور آخرت کی تیاری کرلی جائے تو بڑی خوشخبری ہے۔ نماز کو وقت کی پابندی سے پڑھ لیا جائے، کسی کا دل نہ دکھایا جائے، تقویٰ و پرہیزگاری کا اہتمام رکھا جائے۔ جو کام بھی کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جائے تاکہ ہماری ساری زندگی کا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سونا جاگنا سارے کا سارا عبادت بن جائے۔ آج کام کرنے کا وقت ہے آج موت کی تیاری کرنے کا وقت ہے، جب موت آجائے گی تو وہ ایک سیکنڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہوگی۔ موت بڑوں بڑوں کو سبق سکھا دیتی ہے۔

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
بیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے
سرد قد قبروں میں گاڑے موت نے
اک دن مرنا ہے آخرت موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خصوصی نصائح:

یہ دنیا درالفنا ہے اور آخرت درالبقا ہے۔ دنیا درالعمل ہے اور آخرت درالجزا ہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوگئے اور فرمایا کہ سب بچیوں کو بلالیں۔ جب ساری طالبات آگئیں تو آپ نے اپنی بات جاری

فرمائی اور فرمایا کہ آپ خوش نصیب بچیاں ہیں جو اس جامعہ میں رہ کر دین کا علم حاصل کر رہی ہیں۔ یہ اللہ رب العزت نے آپ کو نیک بننے کا ایک موقع عطا فرمایا ہے، آپ اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور خوب نیکیاں کمائیں۔ ہر جامعہ میں ایسا روحانیت سے بھرپور ماحول نہیں ملتا، آج جامعات تو بہت سے موجود ہیں مگر ان کا حال یہ ہے کہ بچیوں کو ضروری مسائل تک نہیں بتائے جاتے۔ آپ کی معلمات ماشاء اللہ بڑی محنت اور محبت سے آپ کو پڑھاتی ہیں۔ پھر آپ نے بڑی شفقت سے فرمایا میری بیٹیو! میں آپ کو ایک ذاتی تجربہ بتاتا ہوں، جو چیز انسان کے رزق میں لکھی جا چکی ہے وہ ہر حال میں اس کو مل کر رہے گی اور رزق میں ہر چیز شامل ہے انسان کا مال، او . . ، ایک عورت کے لئے اس کا خاوند، ایک مرد کے لئے اس کی بیوی، حتیٰ کہ یہ بھی ایک انسان کے رزق میں لکھ دیا جاتا ہے کہ اس نے دنیا میں کتنی لذتیں حاصل کرنی ہیں۔ اس لئے اب ایک انسان کی بے وقوفی ہے کہ وہ یہ جانتے ہوئے کہ اسے وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے پھر بھی وہ ناجائز اور غلط طریقوں سے اس فانی دنیا کی عارضی لذتوں اور آسائشوں کے پیچھے لگ جائے کتنے افسوس کی بات ہے۔

دلچسپ واقعہ:

غدر کے موقع پر ایک نواب زادی اپنے گھر سے خالہ کے گھر جانے کے لئے نکلی جو کہ قریب ہی تھا۔ جوں ہی وہ باہر نکلی ہندوؤں کا بہت بڑا لشکر گلی کے کونے سے داخل ہوا۔ وہ لڑکی اکیلی تھی اور خوبصورت بھی بہت تھی۔ وہ گھبرا گئی کہ یہ تو میری جان لے لیں گے اور میری بے عزتی بھی کریں گے۔ اس نے دیکھا آگے کا دروازہ ہے وہ اپنے تحفظ کے لئے مسجد میں چلی گئی اور ایک کونے میں جا

کر بیٹھ گئی۔ اس مسجد کا مؤذن بھی ایک نوجوان طالب علم تھا اس نے مسجد کا دروازہ کھولا تو اس لڑکی کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئی ہو؟ تو اس لڑکی نے ساری بات بتائی تو اس نے کہا کہ تم ایک کونے میں بیٹھ جاؤ اور وہ خود بھی ایک کونے میں بیٹھ گیا اور مطالعے میں لگ گیا۔ اس کے پاس ایک چراغ تھا وہ تھوڑی دیر کے بعد اپنی ایک انگلی چراغ کے قریب لے جاتا اور اسے تکلیف ہوتی تو اسے واپس کھینچ لیتا۔ لڑکی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی سے بڑی حیرت ہوئی، اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ اس مؤذن نے اذان دی اور اس لڑکی سے کہا کہ اب تم چلی جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں جاؤں گی جب تک آپ مجھے رات کے واقعہ کی وجہ نہیں بتائیں گے۔ مؤذن نے کہا کہ میرا ذاتی مسئلہ ہے لیکن جب اس لڑکی نے بہت زیادہ اصرار کیا تو مؤذن نے کہا کہ میرا نفس مجھے برائی کی طرف مائل کرتا تھا کہ تنہائی بھی ہے اور خوبصورت لڑکی بھی موجود ہے تو مجھے فوراً آگ کے عذاب کا خیال آتا اور میں اپنی انگلی آگ کے قریب لے جاتا تھا۔ اس لڑکی کے دل میں اس کی عظمت اور عقیدت ایسی بیٹھی کہ اس نے گھر جا کر اپنے والدین کو بتایا کہ نوجوان طالب علم میں کس قدر خوف خدا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس کے والدین نے کسی نواب زادے سے اس کی شادی کرنا چاہی تو اس نے صاف انکار کر دیا اور بتایا کہ اگر میری شادی کرنی ہے تو فلاں مسجد کے مؤذن سے کریں۔ آخر اس کے والدین مان گئے اور اس کی شادی اس مؤذن سے کی اور وہ مؤذن اس طرح وقت کا نواب بنا۔ اس لڑکی اور لڑکے کی قسمت میں جو کچھ لکھا تھا وہ ان کو مل کر رہا اس لئے آپ بھی تقدیر الٰہی پر رضا مند ہو جایئے اور اپنی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی محبت الٰہی اور ذکر الٰہی بنا لیجئے۔

مجلس 52

ادب کی اہمیت

حضرت جی دامت برکاتہم نے دارالعلوم جھنگ کے طلباء کو اجازت دی تھی کہ فجر کے فوراً بعد مجلس میں حاضر ہوں۔ آپ انہیں آداب معاشرت اور دوسرے ضروری آداب سکھائیں اور بتائیں گے۔

ادب کیا ہے؟

بول چال میں، بیٹھنے اٹھنے میں، ملنے جلنے میں، خوبصورت انداز اختیار کرنے کو ادب کہتے ہیں۔ ادب کے اندر خوبصورتی بھی ہوتی ہے اور کشش بھی ہوتی ہے۔ ایسا آدمی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے مثلاً بات کرنے میں مخاطب کے لئے تو کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے آپ کا لفظ استعمال کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔ بعض لوگ تم اور تو کا استعمال کر کے باتیں کرتے رہتے ہیں یہ بے ادبی میں شامل ہے۔

گفتگو میں آداب:

ایک بادشاہ نے خواب دیکھا، کسی نے تعبیر بتلائی کہ آپ اپنے سامنے

بیوی بچوں کو مرتے دیکھو گے، اس کو کوڑے لگوائے گئے۔ دوسرے نے تعبیر دی کہ آپ کے بیوی بچوں میں آپ کی عمر سب سے زیادہ ہوگی، اسے انعام دیا اور خوش ہوئے۔ حالانکہ دونوں نے موت ہی کی بات کی تھی۔

ادب اور خوبصورتی:

ادب کے ساتھ آدمی کی شخصیت میں کشش آجاتی ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب۔ یہ ادب صرف لوگوں کو ہی اچھا نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو بھی اچھا لگتا ہے مثلاً ایک فرنیچر کو پالش کی ہو اور دوسرے فرنیچر کو پالش نہ کی ہو کوئی خاص فرق نہیں ہے حالانکہ دونوں بناوٹ میں برابر ہیں مگر پالش کے بعد کشش اور خوبصورتی ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں سامان پیش کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیوں مال دے رہے ہیں؟ عرض کیا کہ میں یہ سامان اس لئے دے رہا ہوں کہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مال پیش کیا، نبی ﷺ نے پوچھا یہ مال کیوں دے رہے ہو؟ عرض کیا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے اور اجر عطا کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں میں وہی فرق ہے جو آپ لوگوں کی گفتگو میں فرق ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے مال کا تذکرہ پہلے کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے پہلے اللہ کا تذکرہ کیا مال کا تذکرہ بعد میں کیا۔ یہ گفتگو کے آداب ہوتے ہیں۔

انتہائی ضروری آداب:

(1) چند لوگوں کی دوستی مضر ہوتی ہے، جھوٹے آدمی کی دوستی خطرناک ہے کہ وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر کے دکھاتا ہے۔

② جھوٹ کو یاد رکھنا پڑتا ہے جب کہ سچ کو یاد نہیں رکھنا پڑتا، جھوٹا سچ بھی بول دے تو کوئی یقین نہیں کرے گا اگر سچا بالفرض جھوٹ بھی بولے گا تو سچ سمجھا جائیگا، جھوٹ کو چھوڑنا مشکل ہے تو اس کا مرتبہ بھی بلند ہے۔

③ جو جھوٹ چھوڑ دیتا ہے اس کی دعائیں رد نہیں کی جاتی کہ میرا بندہ سچ بولتا ہے۔ اس لئے اس کی دعائیں سچے منہ سے نکلی ہوئی ہیں انہیں رد نہیں کروں گا۔

④ لوگ جھوٹ بولتے ہیں شرمندگی سے بچنے کے لئے اور عیب چھپانے کے لئے اگر ایسا کرے گا تو ہمیشہ کی شرمندگی اٹھانی پڑے گی اور عیب بھی نہیں چھپے گا۔

⑤ انسان کچھ لوگوں کو کچھ وقت کے لئے دھوکہ دے سکتا ہے سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ تو مطلب یہ ہے کہ جھوٹ کھلے گا اور وہ آدمی قابل اعتماد نہیں رہے گا۔

⑥ گناہ کے وقت اتنے بہادر تھے کہ گناہ کرلیا اب اتنے بزدل بنے پھرتے ہو کہ اسے چھپاتے پھرتے ہیں۔

⑦ آپ لوگ یہ ارادے کرلیں کہ ہمیشہ سچ بولو گے۔ یاد رکھو! سچی زندگی سچی زندگی ہوتی ہے۔

دوستی کس کی اچھی ہے؟

۞ عقلندوں سے جنگ کرنا بے وقوفوں کے ساتھ حلوا کھانے سے زیادہ بہتر ہے۔

۞ فاسق آدمی کو بھی دوست نہیں بنانا چاہئے، فاسق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتا ہو، شریعت کو چھوڑتا ہو۔ جو اللہ کا وفادار نہیں وہ مخلوق کا کیا وفادار ہوگا۔ فاسق ایک لقمہ پر یا لقمہ کی امید پر تجھے بیچ دے گا۔

☆ بے وقوف آدمی کو دوست نہ بناؤ کیونکہ وہ فائدہ پہنچانا چاہے تو نقصان پہنچا دے گا۔

☆ کنجوس کی دوستی کو اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ انسان کو عین موقع پر چھوڑ دے گا جب کہ اس کی سخت ضرورت ہو گی۔

☆ قطع رحمی والے سے دوستی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ سالوں کے رشتے چند بول بولنے سے توڑ دیتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونو مع الصادقین

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)

دوست کس کو بنائیں؟

جس بندے کے اندر چار خوبیاں ہوں اسے دوست بنانا چاہئے۔ نبی ﷺ نے اس کی نشانیاں بتائی ہیں۔

1. اچھا دوست وہ ہوتا ہے کہ جب تم نیکی کا کام کرو تو وہ تمہاری مدد کرے۔
2. اگر تم برا کام کرو تو تمہیں روک دے۔
3. جب وہ بات کرے تو تمہارے علم میں اضافہ ہو۔
4. جب تم اس کا چہرہ دیکھو تو تمہیں اللہ یاد آ جائے۔

جن میں یہ چار خوبیاں ہوں تو وہ اچھا آدمی ہے اسے ضرور دوست بنائیں حدیث ہے المرء علی دین خلیلہ (دوست اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے) اس لئے دیکھنا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے؟

متقین کو دوست بناؤ کہ ایسی دوستیاں کام آئیں گی اس کے علاوہ دوستیاں دشمنیاں بن جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الاخلاء یومئذ

بعضهم لبعض عدو الا المتقين

ادب کے بارے میں مفید اقوال:

- حضرت علیؓ کا قول ہے ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات میں سے ہے۔
- حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ہر شئے کی کوئی قیمت ہوتی ہے انسان کی قیمت اس کا علم ہے۔
- حضرت مخلد بن حسینؒ نے فرمایا ہم کثرت حدیث کی نسبت ادب کے زیادہ محتاج ہیں۔
- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا بے ادب خالق ومخلوق دونوں کا معتوب ومغضوب ہوتا ہے۔
- حضرت علی بن عثمانؒ فرماتے ہیں تارک ادب اخلاق محمدی ﷺ سے بہت دور ہوتا ہے۔
- حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے تھے جو شخص بچپن میں ادب کرنا نہیں سیکھتا بڑی عمر میں بھی اس سے بھلائی نہیں ہوتی۔
- کسی مفکر کا قول ہے جو دوسروں کا ادب نہیں کرتا کوئی دوسرا بھی اس کا ادب نہیں کرتا۔

ادب کیوں ضروری ہے؟

الدین کله ادب (دین سارے کا سارا ادب ہے)

علمائے امت نے فرمایا الادب جنة لناس (ادب انسانوں کے لئے ڈھال ہے)

لا میراث کالادب (ادب جیسی کوئی میراث نہیں ہے)

مجلس 53

لطائف کی حقیقت

عالم خلق:

ارشاد فرمایا، ایک عالم خلق ہے اور ایک عالم امر ہے۔ عرش سے نیچے نیچے جو اشیا ہیں وہ اشیا بتدریج بنی ہیں انہیں عالم خلق کہتے ہیں مثلاً انسان کو پورا بننے کے لئے 9 ماہ کا عرصہ درکار ہے، ہر درخت کے لئے بھی وقت درکار ہے۔ اللہ تعالٰی نے جو چیزیں عالم خلق میں پیدا کیں تو کسی اصول کے تحت اور بتدریج پیدا کی ہیں۔ زمین کو دو دن میں بنایا اور اس میں چیزیں بھرنے میں چار دن لگائے، انسان زمین سے قیامت تک کھاتے رہیں گے۔ زمین سے اگنے والے درخت زمین سے نمکیات لیتے ہیں اور اس طرح ان کی غذا کا بندوبست زمین سے ہوتا ہے۔

عالم امر:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالٰی نے انسان کو دونوں جہاں کا مرکب بنا دیا۔ روح عالم امر کی چیز ہے" لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو روح میرے رب کے حکم سے ہے"۔ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی

حضرت قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی مفسر، محدث فقیہ اور صوفی بھی تھے آپ تفسیر مظہری میں بحث کرتے ہیں تو مزہ آجاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ روح انسان کے جسم کے ساتھ عمومی تعلق رکھتی ہے مگر چند جگہوں کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتی ہے۔ مثلاً فانوس کے اندر تقریباً ایک درجن کے قریب بلب لگے ہوتے ہیں مگر فانوس دور سے روشنی کا ایک گیند نظر آئے گا۔ حالانکہ روشنی چند جگہوں سے نکل رہی ہوتی ہے۔ گویا فانوس میں کچھ جگہوں کے ساتھ روشنی کا خاص تعلق ہے۔ اسی طرح جسم انسانی میں بھی روح کا پانچ جگہوں کے ساتھ خصوصی تعلق ہے ان جگہوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) قلب (2) روح (3) سر (4) خفی (5) اخفیٰ

یہ لطائف، لطیفہ کی جمع ہے ان کی لطافت کی وجہ سے انہیں لطیفہ کہتے ہیں۔ یہ لطائف اس لئے بھی کہلاتے ہیں کیونکہ وہ جہت لطیف میں ہوتے ہیں۔ پنجابی میں بھی لطیفہ اس بات کو کہتے ہیں جس میں کوئی بہت باریک چیز بیان کی گئی ہو جو کہ انسان کو ہنسنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ لطائف کے تمام الفاظ ہمارے مشائخ نے قرآن و حدیث سے اخذ کئے ہیں۔

لطائف کو واضح کرنے کے لئے ایک اور مثال ہے کہ پھولوں کی بیل جس پر کثرت سے پھول لگے ہوتے ہیں دور سے دیکھیں تو پھول ہی پھول نظر آتے ہیں حالانکہ بعض جگہ پھول نہیں بھی ہوتے مگر کثرت کی وجہ سے پھول ہی پھول لگتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحبان جب ECG کرتے ہیں تو وہ آلہ سینے پر لگا کر چیک کرتے ہیں ران پر نہیں لگاتے۔ ایک ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ اسے سینے پر

ہی کیوں لگاتے ہیں کہیں اور کیوں نہیں لگاتے ؟ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ سینہ سارے بدن کا کنٹرول جنکشن ہے۔ ماشاء اللہ ظاہر میں بھی اللہ تعالیٰ نے سینہ کی جگہ کو اہم بنا دیا۔

سینہ اور ذکر کی سوئی:

ارشاد فرمایا، جس طرح ریڈیو ہوتا ہے اس میں مختلف جگہ اسٹیشن کے نشانات بنے ہوتے ہیں اس پر سوئی کو گھماتے ہیں۔ مطلوبہ اسٹیشن پر سوئی پہنچے تو آواز آنا شروع ہو جاتی ہے اسی طرح سینے میں جو اسٹیشن بنے ہوئے ہیں ان پر جب ذکر کے خیال کی سوئی گھمائی جاتی ہے تو اللہ اللہ کی خبریں نشر ہونے لگ جاتی ہیں۔ لوگ عجیب ہیں کہ ریڈیو جو کہ پلاسٹک کا مردہ ڈبہ ہے اس سے آواز نکلنے کے قائل ہیں مگر جاندار سے اللہ اللہ نکلنے ... قائل نہیں ہیں اور اس کو عجیب و غریب سمجھتے ہیں۔ ہمیں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہر دم ہر گھڑی دل میں اللہ اللہ اللہ کرتے رہنا چاہئے۔

اللہ اللہ کر دی رہ ویہلی نہ بہ
خالی بھانڈا بھر دی رہ ویہلی نہ بہ
جے توں کھیڈیں عشق دی بازی جوئے بازاں وانگوں کھیڈ
ہار تے بئی آوی ہر دی رہ ویہلی نہ بہ